﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۲۸/اپریل ۲۰۰۰ء شمارہ ۱۷

۲۳/محرم ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۲۸/شہادت ۱۳۷۹ ہجری شمسی

مقبول دعائیں

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

تین دعائیں بلا شک قبول ہوتی ہیں۔ مظلوم کی دعاء، مسافر کی دعا اور باپ کی بیٹے کے لئے دعا۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب ما ذکر فی دعوۃ المسافر)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر ہوئے ہیں اور نیز زمانہ نے میری ضرورت کو ظاہر کر دیا ہے تو میرا انکار تیز تلوار کی دھار پر ہاتھ مارنا ہے

توبہ کرو کہ خدا کے دن نزدیک ہیں اور وہ نشان ظاہر ہونے والے ہیں جو زمین کو ہلا دیں گے

"تعجب کہ کس طرح ہمارے مخالف باوجود بہت سے اختلافات کے جو مسیح موعود کے بارے میں ہر ایک فرقہ کی حدیثوں میں پائے جاتے ہیں اور بالاتفاق اس کو امتی بھی قرار دیا گیا ہے اس بات پر مطمئن ہیں کہ ضرور مسیح آسمان سے ہی نازل ہوگا حالانکہ آسمان سے نازل ہونا خود غیر معقول اور خلاف نص قرآن ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل:۹۴) ۔پس اگر بشر کے جسم عنصری کا آسمان پر چڑھانا عادت اللہ میں داخل تھا تو اس جگہ کفار قریش کو کیوں انکار کے ساتھ جواب دیا گیا۔ کیا عیسیٰ بشر نہیں تھا۔ اور آنحضرت ﷺ بشر ہیں۔ اور کیا خدا تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ کو آسمان پر چڑھانے کے وقت وہ وعدہ یاد نہ رہا کہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَآءً وَّ اَمْوَاتًا (المرسلات:۲۶،۲۷) مگر آنحضرت ﷺ کے آسمان پر چڑھنے کا جب سوال کیا گیا تو وہ وعدہ یاد آ گیا۔ اور جس کو علم کتاب اللہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ قرآن شریف نے اپنے قول سے حضرت عیسیٰ کی وفات کی گواہی دے دی ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے اپنے فعل سے یعنی اپنی رویت کے ساتھ اسی شہادت کو ادا کر دیا ہے یعنی بیان کر دیا ہے کہ آپؐ نے حضرت مسیح کو وفات شدہ انبیاء کی جماعت میں دیکھا ہے۔ پھر باوجود ان دو گواہیوں کے تیسری گواہی خدا سے الہام پا کر میری ہے۔ اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر نہیں ہوئے اور آسمان اور زمین نے میری گواہی نہیں دی تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر ہوئے ہیں اور نیز زمانہ نے میری ضرورت کو ظاہر کر دیا ہے تو میرا انکار تیز تلوار کی دھار پر ہاتھ مارنا ہے۔

میرے ہی زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہوا۔ میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں کے طاعون آئی۔ اور میرے ہی زمانہ میں نئی سواری یعنی ریل جاری ہوئی۔ اور میرے ہی زمانہ میں میری پیشگوئیوں کے مطابق خوفناک زلزلے آئے۔ تو پھر کیا تقویٰ کا مقتضا نہ تھا کہ میری تکذیب پر دلیری نہ کی جاتی؟

دیکھو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزاروں نشان میری تصدیق کے ظاہر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور آئندہ ہونگے۔ اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اس قدر تائید اور نصرت اس کی ہرگز نہ ہوتی۔ اور یہ امر انصاف اور ایمان کے برخلاف ہے کہ ہزاروں نشانوں میں سے جو ظہور میں آ چکے صرف ایک یا دو امر لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے پیش کرنا کہ فلاں فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اے نادانو! اور عقل کے اندھو! اور انصاف اور دیانت سے دور رہنے والو! ہزار ہا پیشگوئیوں میں سے اگر ایک یا دو پیشگوئیوں کا پورا ہونا تمہاری سمجھ میں نہیں آ سکا تو کیا تم اس عذر سے خدا تعالیٰ کے سامنے معذور ٹھہر جاؤ گے۔ توبہ کرو کہ خدا کے دن نزدیک ہیں اور وہ نشان ظاہر ہونے والے ہیں جو زمین کو ہلا دیں گے"۔ (حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۷،۴۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور حضرت امام حسینؓ کی گستاخی کا الزام سراسر افتراء ہے ۔ جماعت احمدیہ کے خلاف افترا پردازی کی اس مہم میں جاہل مولوی عیسائیوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں

دنیا بھر میں صرف جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو مسیحیوں کو حلقۂ اسلام میں کھینچ لانے کے لئے پرزور کوشش کر رہی ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۴/اپریل ۲۰۰۰ء)

لندن (۱۴/اپریل ۲۰۰۰ء): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الصّف کی آیات ۸۔۹ کی تلاوت اور ترجمہ پیش فرمایا اور فرمایا کہ یہ خطبہ بھی گزشتہ خطبہ جمعہ کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس میں اس بات کا ذکر چل رہا تھا کہ آج کل مولوی عیسائیوں کے ساتھ مل کر جماعت کے خلاف ایک مہم چلا رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰؑ کی بے حد ہتک کی ہے اور ہم کسی قیمت پر یہ گستاخیاں برداشت نہیں کر سکتے۔ اس سلسلہ میں مزید معلومات ملی ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ عیسائی مولویوں کے ہاتھوں میں نہیں بلکہ مولوی عیسائیوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ جاہل مولویوں کی عقلوں سے استفادہ کرتے ہوئے وہ اپنی تحریکات انہیں مولویوں سے شروع کرواتے ہیں جو عیسائی دنیا میں احمدیت کے خلاف ردّ عمل پیدا کرنے والی ہوں۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات وارشادات پیش کرتے ہوئے بتایا کہ عیسائی لوگ در حقیقت ہمارے اس عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے جو اپنے تئیں بندہ اور نبی جانتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے سخت کلمات اس یسوع کے متعلق لکھے گئے ہیں جس کا قرآن و حدیث میں نام ونشان تک نہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مولوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حضرت امام حسینؓ کی توہین کا الزام بھی لگاتے ہیں۔ چونکہ یہ محرم کے دن ہیں اس لئے بعید نہیں کہ مولویوں نے اس الزام کو بھی اپنی اس مہم میں شامل کر لیا ہو۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مساوات اسلامی

"مساواتِ اسلامی" کے موضوع پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تحریر فرمودہ ایک مضمون میں سے ایک اقتباس ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:

"یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جس کے متعلق اکثر لوگوں میں غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ یعنی جہاں ایک طبقہ نے اسلامی مساوات کے یہ معنی سمجھ رکھے ہیں کہ اسلام میں سب چھوٹے بڑے ہر جہت سے برابر ہیں اور اسلام کسی صورت میں کسی شخص کے امتیاز یا بڑائی کو تسلیم نہیں کرتا اور تمام امتیازات کو مٹا کر ہر شخص کو ہر لحاظ سے ایک لیول پر کھڑا کرنا چاہتا ہے وہاں ایک دوسرے طبقہ نے اسلام میں بھی اسی رنگ کے ناگوار طبقے بنا رکھے ہیں جو اکثر دوسری قوموں میں پائے جاتے ہیں اور ان طبقات کے علیحدہ علیحدہ حقوق قرار دے دیئے گئے ہیں بلکہ ان طبقات کے اندر کی خلیج کو وسیع تر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ صحیح اسلامی تعلیم کی رو سے یہ دونوں خیالات افراط و تفریط کے طریق پر غلط اور نادرست ہیں۔ بلکہ اصل اسلامی تعلیم یہ ہے کہ جہاں تک حقوق اور ذرائع ترقی کے حصول کا سوال ہے سب لوگ برابر ہیں اور کسی فرد یا کسی جماعت کو کسی دوسرے فرد یا کسی دوسری جماعت پر کسی رنگ میں فضیلت حاصل نہیں اور اس جہت سے اسلام میں قطعاً کوئی درجے یا طبقے پائے نہیں جاتے بلکہ پوری پوری مساوات ہے۔ لیکن دوسری طرف اگر کوئی شخص کسی جائز وجہ سے کوئی دینی یا دنیوی ترقی اور بڑائی حاصل کر لیتا ہے تو حقوق کے معاملہ کو الگ رکھتے ہوئے جس میں بہرحال سب برابر ہیں اسلام عام تعلقات میں ایسے شخص کی حاصل شدہ بڑائی اور ترقی کو تسلیم کرتا ہے اور اسے اس کے جائز مرتبہ سے گرا کر ظلم اور حق تلفی کے طریق کو اختیار نہیں کرتا۔ خلاصہ یہ کہ جہاں ایک طرف اسلام نے سب بنی نوع آدم کو حقوق اور ذرائع ترقی کے حصول کے معاملہ میں ایک لیول یعنی ایک سطح پر کھڑا کیا ہے اور کسی ناواجب نسلی اور قومی یا خاندانی یا انفرادی امتیاز کو تسلیم نہیں کیا وہاں افراد اور قوموں کی حاصل شدہ بڑائی اور ترقی کو جبر و تشدد کے رنگ میں مٹایا بھی نہیں اور انہیں ان کی محنت یا خوش بختی کے ثمرہ سے محروم نہیں کیا البتہ اس صورت میں گرے ہوئے لوگوں کو اٹھانے کے لئے مؤثر تدابیر ضرور اختیار کی ہیں اور یہی وہ اعلیٰ اور وسطی طریق ہے جسے نظرانداز کر کے دنیا آج کل مختلف قسم کے فتنوں کا شکار بن رہی ہے اور اس زمانہ کی سرمایہ داری اور اشتراکیت انہی فتنوں سے پیدا شدہ انتہائیں ہیں جن میں سے ایک میں افراط کی صورت پیدا ہو گئی اور دوسری میں تفریط کی۔

اسلامی مساوات کے فلسفہ کا نچوڑ اور خلاصہ چند قرآنی آیات اور چند احادیث نبویؐ میں آ جاتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اتَّقُوْارَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً۔ (سورۃ النساء:۲) یعنی اے لوگو! تم آپس کے معاملات میں خدا کا تقویٰ اختیار کیا کرو اور اسی سے ڈرتے رہو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اس ایک جان سے اس نے اس کا جوڑا بنایا اور پھر اس جوڑے سے اس نے دنیا میں کثیر التعداد مرد اور عورت پھیلا دیئے"۔

اس قرآنی آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس ابدی حقیقت کی طرف توجہ دلا کر کہ وہ سب ایک ہی باپ کی اولاد اور ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں دنیا میں صحیح مساوات کی بنیاد قائم کر دی ہے۔ اور اس اصول کی طرف توجہ دلائی ہے کہ خواہ بعد کے حالات کے نتیجے میں مختلف انسانوں اور مختلف قوموں اور مختلف طبقات میں کتنا ہی فرق پیدا ہو جائے انہیں آپس کے معاملات میں اس بات کو کبھی نظرانداز نہیں کرنا چاہئے کہ بہرحال اپنی اصل کے لحاظ سے وہ ایک ہی باپ کی نسل ہیں۔ کیا اگر ایک باپ کے بیٹوں میں سے بعض بچے دوسروں کی نسبت زیادہ دولت یا زیادہ طاقت یا زیادہ اثر و رسوخ حاصل کر لیں اور دوسرے ان باتوں میں نسبتاً پسماندہ رہیں تو وہ اس فرق کی وجہ سے بھائی بھائی نہیں رہتے اور کوئی غیر چیز بن جاتے ہیں؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ......... یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ .... یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا . اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ . اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ (سورۃ الحجرات:۱۱،۱۲ اور ۱۴)۔ یعنی "سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں......... سوائے مسلمانو! ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ تم میں سے ایک فریق دوسرے فریق پر ہنسی اڑائے اور اسے ذلیل خیال کرے کیونکہ (جب سب لوگ اپنی اصل کے لحاظ سے برابر ہیں اور سب کے لئے ترقی کے رستے یکساں کھلے ہیں تو) ہو سکتا ہے کہ وہ فریق جس پر تم آج ہنسی اڑاتے ہو کل کو تم سے آگے نکل جائے یا ہو سکتا ہے کہ وہ اب بھی اپنے بعض اوصاف حمیدہ کے لحاظ سے تم سے بہتر ہو......... اے لوگو! اچھی طرح سن لو کہ ہم نے تم سب کو مرد و عورت کے جوڑے سے پیدا کیا ہے اور بے شک ہم نے تم میں قوموں اور قبیلوں کی تقسیم قائم کی ہے مگر یاد رکھو کہ یہ تقسیم اس غرض سے ہرگز نہیں کہ تم ایک دوسرے کے مقابل پر تفاخر اور بڑائی سے کام لو بلکہ یہ تقسیم صرف اس غرض سے ہے کہ تمہارے درمیان آپس میں شناخت اور تعارف کا ذریعہ قائم رہے ورنہ خدا کے نزدیک تم میں سے بڑا اور معزز وہی ہے جو ذاتی طور پر زیادہ اوصاف حمیدہ کا مالک اور زیادہ متقی اور زیادہ پرہیزگار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون جو وہ تمہارے سامنے بیان کر رہا ہے بڑی دوراندیشی اور بڑی حکمت پر مبنی ہے کیونکہ وہ علیم و خبیر خدا ہے"۔

غزل

میکدے میں ہے شورِ ہاؤ ہُو — پھر کھنکنے لگے ہیں جام و سبُو
اختتامِ شبِ فراق ہے کیا — ہے فضاؤں میں صبح کی خوشبُو
لاکھ مُعجز بیانیاں قرباں — ہائے اس کے سکوت کا جادُو
وہ تغافل پسند ہے ورنہ — لطف کے ہیں ہزارہا پہلُو
حشر ہو گر نقاب اُلٹ دے وہ — جو کبھی رنگ ہے، کبھی خوشبُو
یہ اُداسی۔ شگفتگی کیا ہے — ہر خوشی میں نہاں ہیں سو آنسُو
میں اِسے کائنات کہتا تھا — دل تو نکلا بس ایک قطرہ لہُو
ہر بُنِ مُو ہے آج شُعلہ بجاں — میں کہاں تک بہاؤں اب آنسُو
ہم شکستہ دلوں کی بات نہ کر — ہم کو مرغوب، ایک نعرۂ ہُو
مجھ کو زہرِ غمِ حیات قبول — گر اس ایثار کا ہو حاصل تُو
منزلِ مرگ سے پلٹ آئے — دیکھا ثاقبؔ دُعاؤں کا جادُو

(ثاقبؔ زیروی)

اسی طرح حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: یاایھاالنّاس اَلَا اِنَّ رَبَّکم وَاحدٌ وَ اِنَّ اَبَاکُم وَاحدٌ. اَلَا لاَ فَضلَ لِعَربی عَلٰی عَجَمِی وَلَا لِعَجَمِی عَلٰی عَرَبِی وَلَالِاَحْمَر عَلٰی اَسْوَد وَلَا لِاَسْوَد علی اَحْمَر اِلَّا بِالتَّقوٰی . أبَلَّغتُ ؟ قَالُوا قَدْ بَلَّغَ رَسُولُ اللّٰہ ﷺ۔(مسند احمد بن حنبل)

یعنی جو خطبہ آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج کے درمیانی دن میں منیٰ کے مقام میں دیا اس میں آپؐ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: "اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک تھا۔ پس ہوشیار ہو کر سن لو کہ عربوں کو عجمیوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمیوں کو عربوں پر کوئی فضیلت ہے۔ اسی طرح سرخ و سفید رنگ والے لوگوں کو کالے رنگ والے لوگوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کالے لوگوں کو گوروں پر کوئی فضیلت ہے۔ ہاں جو بھی ان میں سے اپنی ذاتی نیکی سے آگے نکل جائے وہی افضل ہے۔ لوگو! بتاؤ کیا میں نے تمہیں خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے؟ سب نے عرض کیا۔ بے شک خدا کے رسول نے اپنی رسالت پہنچا دی ہے"۔

پھر فرماتے ہیں: قد اذھب اللہ عنکم عبیۃ الجاھلیۃ و فخر ھا بالاباء . انما ھو مومن تقی و فاجر شقی والناس بنو ادم و ادم من تراب۔ (ترمذی ابواب المناقب)۔ یعنی "اے مسلمانو! خدا تعالیٰ نے ایمان کے ذریعہ تم میں سے زمانہ جاہلیت کے بے جا کبر و غرور اور آباؤ اجداد کی وجہ سے بے جا تفاخر کرنے کی مرض کو دور کر دیا ہے۔ کیونکہ اسلامی پیمانہ صرف یہ ہے کہ ایک شخص خدا کو ماننے والا اور نیک عمل بجا لانے والا ہوتا ہے اور دوسرا بدعمل ہوتا ہے اور اچھے اوصاف سے محروم۔ اور یاد رکھو کہ سب لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوا تھا"۔

پھر فرماتے ہیں: الناس معادنٌ. خیارُھُم فِی الجَاھِلِیَّۃ خِیَارُھُم فِی الاِسْلَام اِذَا فَقِھُوْا۔ (بخاری ابواب المناقب)۔ یعنی دنیا میں لوگ بھی معدنیات کی طرح ہیں جو ایک ہی قسم کے عناصر ہوتے ہوئے اور ایک ہی قسم کی مٹی کے نیچے دبے ہوئے آہستہ آہستہ مختلف رنگ اور مختلف اوصاف اختیار کر لیتے ہیں۔ مگر سن لو کہ ترقی اور بڑائی کی جو معروف علامتیں اسلام سے پہلے سمجھی جاتی تھیں۔ (یعنی عقل و دانش، سخاوت و شجاعت، طاقت و اثر وغیرہ) وہی اب بھی قائم ہیں۔ اور جو لوگ ان اوصاف کی وجہ سے زمانۂ جاہلیت میں بڑے سمجھے جاتے تھے وہ اب اسلام میں بھی بڑے سمجھے جائیں گے (کیونکہ اسلام کسی شخص کی حاصل شدہ بڑائی کو چھینتا نہیں) مگر شرط یہ ہے کہ وہ علمِ دین اور ذاتی نیکی اختیار کر لیں"۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

"محرم کے دن شروع ہو چکے ہیں اور اس عرصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کی آل پر کثرت سے درود پڑھنا چاہئے۔ مسلسل درود پڑھنا تو انسان کی فطرت ثانیہ ہو جانا چاہئے مگر محرم کے دردناک ایام کے تصور سے درود میں زیادہ درد پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اس بات کو نہ بھولیں۔ سفر میں، حضر میں، جب توفیق ملے، جب ذہن اس طرف فارغ ہو جائے، یعنی درود پڑھنے کے لئے مرکوز ہو سکے اس وقت دل کی گہرائی سے اور محرم کے تصور سے دل کے درد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کی آل پر درود بھیجا کریں۔"

(اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ)

مسیح کی آمد ثانی

(رقم فرمودہ: حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پانچویں اور آخری قسط

عیسائیوں کے اس وہم کا ازالہ کہ مسیح خدا تھا

بعض عیسائی صاحبان یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ چونکہ یسوع مسیح خدا تھا اس لئے اس کے دوبارہ نزول سے مراد کوئی انسان نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا کا بروز انسان ناممکن ہے۔ لیکن یہ کوئی دلیل نہیں۔ یسوع کی خدائی کوئی مسلمہ حقیقت نہیں اس لئے معقولات میں اس کو بنائے ثبوت نہیں شمار کیا جا سکتا۔ اس بات کا کہیں کوئی ثبوت نہیں کہ وہ خدا تھا۔ اس میں خدائی قدرت تو درکنار بعض انسانوں کے برابر بھی خارق عادت اور اعجازی طاقت ظاہر نہیں ہوتی۔ اگر وہ ہمارے نبی کریمؐ سے آدھی کامیابی بھی حاصل کر دکھاتا اور اپنے اصحاب میں ان سے آدھی روحانی قوت نفخ کر دکھاتا اور ان کی طرح اپنے دشمنوں پر غالب ہو دکھاتا تو پھر بھی خدائی کے لئے کوئی جھوٹ موٹ کا بہانہ مل جاتا۔ لیکن یہاں تو سارے حالات ہی الٹے ہیں۔ اس میں اگر کچھ روحانیت تھی تو وہ ایسی کمزور کہ اس کے مریدوں میں کچھ بھی اس کا اثر نہ ہو سکا اور بجائے اس کے کہ اپنے دشمنوں پر فتح پاتا وہ خود ہی مغلوب اور محروم ثابت ہوا۔ کیا وہ شخص جس کی اپنی تعلیم کا یہ اثر ہو کہ اس کے بڑے مقرب اور مخلص حواری ذرا سے طمع اور دکھ کی حالت میں تیس روپے کی رقم پر ایسے پھسل گئے کہ اس کو گرفتار کرا دیا۔ کیا ایسا عاجز انسان جو دکھ کے وقت خدا کو ایلی ایلی لما سبقتنی کہہ کر پکارتا رہا۔ ایسا کم طاقت اور عاجز انسان خدا ہو سکتا ہے؟ اگر ہمارے نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں یسوع آدھا بلکہ اس سے بھی تھوڑا کامیاب ہو کر دکھا جاتا تو عیسائیوں کی مفروضہ مثلث خدائی کا کوئی جزو سمجھے جانے کے لئے اس کے حق میں کوئی وجہ ہو سکتی تھی۔ لیکن کہاں یسوع اور کہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ اگر یسوع جیسا کمزور انسان خدا ہو سکتا ہے تو اس شہ زور، مظہر انوار لاانتناہی، صدر بزمِ آسمان، حجۃ اللہ، رسول اللہ ﷺ کو کیا مرتبہ دیا جانا چاہئے جس کی مدح انسان کے احاطہ ہمت سے باہر ہے۔

چوں زمن آید ثنائے سرور عالی تبار
عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار
آں عنایتہا کہ محبوب ازل دارد بدو
کس بخوابے ہم ندیدہ مثل آں اندر دیار
سرور خاصان حق شاہ گروہ عاشقاں
آنکہ روحش کرد طے ہر منزل وصل نگار
آں مبارک پے کہ آمد ذات با آیات او
رحمتے زاں ذات عالم پرورد پروردگار
آنکہ دارد قرب خاص اندر جناب پاک حق
آنکہ شان او نہ فہمد کس زخاصان وکبار
از ہمہ چیزے فزوں تر در ہمہ نوعِ کمال
آسمانہا پیشِ اوجِ ہمت اُو ذرّہ وار

(حضرت مسیح موعودؑ)

خدا بننے کی قدرت نمائی تو خیر، یسوع کو عیسائیوں کے اعتقاد کے مطابق خدائی تائید بھی نصیب نہیں ہوئی۔ ایسے شخص کو خدا بنانا کتنی جہالت کا کام ہے کہ جس کو تھوڑے سے یہودیوں نے پکڑ کر نہایت ذلت کے ساتھ جا بجا گھسیٹا اور آخر کار صلیب پر چڑھا کر بقول عیسائیوں کے مار دیا۔ ایسا بیکس انسان جس پر یہودیوں نے تھوکا خدا نہیں ہو سکتا۔ یہ کیسی کفر کی بات ہے کہ یہ سمجھا جاوے کہ خداوند قادر مطلق نے ایسا شرمناک عاجز ہو کر یہودیوں کے ہاتھ سے ایسی ذلت گوارا کر لی۔ وہ کیسا خدا ہے جسے یہودی کھینچتے اور مارتے اور منہ پر تھوکتے ہیں۔ وہ کیسا خدا ہے جس کو یہودی طرح طرح کی عقوبتوں سے دار پر کھینچتے اور بقول عیسائیان واصل جہنم کر دیتے ہیں۔ ایسے بیہودہ خیالات سے انسانی عقل کوسوں بھاگتی ہے۔ اے عیسائی صاحبان کیا آپ کا وہی خدا تھا جس کو اس یہودی قوم نے جو دنیا میں ایک بیکس قوم ہے اور جس کو آپ لوگ کتوں کی طرح سمجھتے اور سلوک کرتے ہیں دار پر (بقول آپ کے) قتل کیا تھا؟ کیا عیسائیوں کو ایسا خدا رکھنے سے شرم نہیں آتی؟ الغرض یسوع میں نہ کوئی خدائی قدرت نظر آتی ہے اور نہ وہ خدا ہو سکتا ہے۔

البتہ چاروں طرف سے عاجز آ کر بعض وقت عیسائی لوگ یسوع کے معجزات ان کی خدائی کے ثبوت میں بطور دلیل پیش کر دیتے ہیں۔ اول تو یہ معجزات ایسے ہیں کہ جن کے وقوع کا کوئی تاریخی ثبوت موجود نہیں۔ لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ اس سے یہ معجزات ظاہر ہوئے بھی تھے تو بھی اس کی خدائی کی دلیل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی بہت نبیوں نے ایسے ہی معجزات دکھائے۔ اگر یسوع کو چند ایسے معجزات کی بنا پر خدا ماننا جائز ہے تو وہ تمام لوگ جن سے ایسے معجزات صادر ہوئے اس خطاب کے کیوں مستحق نہ سمجھے جاویں؟

ایڈیٹر صاحب "اگزیمنر" یہ بھی فرماتے ہیں کہ یسوع کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ آسمان سے دوبارہ اترے تو بڑے جاہ و جلال کے ساتھ نازل ہو اور فرشتوں کا لشکر اس کے ہمراہ ہو اور قرنا ساتھ پھونکی جا رہی ہو۔ یہ ایڈیٹر صاحب کی روشن دماغی کا نتیجہ ہے۔ یہ وہ روشنی کا زمانہ ہے کہ ساری دنیا نے معقولات میں بہت ترقی کر لی ہوئی ہے لیکن یہ بدنصیبی صرف بعض انجیلی واعظوں کے حصہ میں آئی ہوئی ہے کہ ان کے دماغوں میں اس روشنی نے ذرا دخل نہیں پایا۔ کیسا مجہولانہ خیال ہے کہ ان باتوں کا جسمانی ظہور مانا جائے کہ یسوع آسمانوں سے اترے گا۔ بادلوں کے پروں پر سوار ہوگا اور قرنا بجانے والوں اور فرشتوں کا لشکر اس کے ساتھ ہمرکاب اڑتا ہوا چلا آ رہا سب کو دکھائی دیگا۔

اگر یہی بات صحیح ہے تو بھلا آسمانوں پر کیوں اس جلال کے ساتھ نہ چڑھا؟ کیوں اس نے اس بات کو گوارا کیا کہ اس کا آسمان پر چڑھنا ایسے مستور اور مخفی طور پر ہو کہ اوروں کو تو کہیں رہا اپنے شاگردوں کو بھی پتہ نہ لگے؟ کیا آسمان پر چڑھتے وقت بھی اس کو یہی ڈر تھا کہ یہودی اسے پکڑ کر آسمان کے دروازوں سے نیچے کھینچ لاویں گے اور پھر صلیب پر کھینچ دیں گے؟ کیونکہ وہ آسمان پر سیدھا تم لوگوں کی نظروں کے سامنے نہ چڑھا؟

بیشک یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ بیسویں صدی کے سے اتنے معقول اور روشنی کے زمانہ میں بھی ایسے عیسائی موجود ہیں جو ابھی تک آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائے کھڑے تاک رہے ہیں کہ اب ان کا یسوع بادلوں پر سوار فرشتوں اور قرنا بجانے والوں کی فوج کو ساتھ لئے آسمان سے اترتا ہے۔ عیسائی نرے وہم پرستی کی بلا میں ہی گرفتار نہیں بلکہ ضعف ایمانی کی وجہ سے سریع الاعتقادی میں بھی ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہ تو مسلم الثبوت بات ہے کہ انجیل نویسوں نے یسوع مسیح کے اصل الفاظ کو انجیلوں میں نقل نہیں کیا اور اس بات پر کوئی دلیل کسی پایہ کی موجود نہیں کہ جس کے زور پر یہ امر مانا جائے کہ موجود انجیلوں میں یسوع مسیح کے کلمات جیسے کہ ان کے منہ سے نکلے تھے بلا کم و کاست محفوظ طور پر درج ہیں۔ انجیلیں یسوع سے بہت عرصہ بعد لکھی گئی تھیں اور کوئی معقول انسان یہ یقین نہیں کر سکتا کہ ان کی عبارتیں یسوع کے منہ کا کلام بلا کم و کاست ہے اور اگر بفرض محال مانا بھی جائے کہ مسیح کے دوبارہ نزول کی پیشگوئی ٹھیک انہی الفاظ میں لکھی گئی ہے جو یسوع نے کہے تھے تو بھی عیسائیوں کی غلطی ہے کہ وہ اس پیشگوئی کے لفظاً لفظاً پورا ہونے کے منتظر ہو رہے ہیں۔ اگر یہی بات صحیح ہے تو بتائیں کہ یسوع کا یہودیوں نے کیوں انکار کیا؟ یہی مصیبت تو ان پر بھی پڑی تھی کہ وہ مسیح کے آنے کی پیشگوئی کے لفظی طور پر پورا ہونے کے انتظار میں تھے۔ ان کی کتابوں میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ ایک بادشاہ ہوگا اور داؤد کے تخت کا وارث ہوگا لیکن یسوع جس نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا وہ ان کے سامنے ایک مسکنت کے لباس میں آیا۔ پس وہ اس کے منکر ہو گئے اور اس سے نفرت کی۔ اسی طرح یہودی لوگ ایلیا کے دوبارہ نزول کی پیشگوئی کو بھی لفظی طور پر پورا ہوا دیکھنا چاہتے تھے۔ اور جب یسوع نے انہیں سمجھایا کہ دراصل اس سے مراد ایلیا کا ایک بروز ہے جو اس کے اخلاق اور روحانی قوت لے کر آئے گا تو انہوں نے یسوع کی اس تعبیر کو رد کیا اور جھوٹ سمجھا۔ کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ پیشگوئی کے ظاہر الفاظ کے ساتھ یہ تعبیر نہیں ملتی۔ پس صرف اس پیشگوئی کے لفظی پورا ہونے کی انتظاری نے انہیں یسوع کا منکر بنا دیا۔ جناب یسوع صاحب نے یہ مسئلہ حل کر کے عیسائیوں کے لئے ایک سبق چھوڑا تھا کہ وہ یہودیوں کی طرح اس قسم کی غلطیوں میں مبتلا نہ ہونے پائیں بلکہ ان کی حالت سے عبرت پکڑیں۔ لیکن کیسے افسوس کی بات ہے کہ انہوں نے اپنے استاد کی باتوں سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور نہ ہی یہودیوں کی مثال سے کچھ عبرت حاصل کی ہے۔ اب جب ان کی نوبت ہوتی ہے تو وہ بھی یہودیوں کی طرح مسیح موعودؑ کو ماننے سے اسی وجہ پر انکار کرتے ہیں کہ وہ آسمان سے بادلوں کی سواری پر فرشتوں اور قرنا بجانے والوں کی فوج کو ساتھ لئے نازل نہیں ہوا۔

عیسائی صاحبان کو سمجھنا چاہئے کہ ایسی پیشگوئیوں میں روحانی امور ہوتے ہیں اور ان کے ظاہری الفاظ کے موافق ظہور کا انتظار کرنا سخت غلطی ہوتی ہے۔ اسی پیشگوئی کے دوسرے حصوں سے واضح ہو رہا ہے کہ مسیح کا دوبارہ نزول اس طریق پر نہیں ہوگا جیسا کہ عیسائیوں کو خیال لگا ہوا ہے نہ بادلوں پر سوار آسمان سے نازل ہوگا اور نہ کوئی ایسا فرشتوں کا لشکر اس کے ساتھ ہوگا جس کو مادی نظر سے لوگ دیکھ بھی سکیں اور نہ ہی قرنا کی آوازیں ایسے محسوس طور پر سنائی دیں گی بلکہ وہ چور کے بھیس میں آئے گا اور اس کو وہی لوگ شناخت کریں گے جو بیدار ہونگے۔ مسیح کا دوبارہ نزول بھی پہلے نزول کی طرح غیر مترقبہ یعنی اچانک ہوگا۔ اے ہمارے خداوند جو تو زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے ہم تیرا کس زبان سے شکر ادا کریں کہ تو نے ان حقائق سے ان لوگوں کو محروم رکھا جو دنیا کے دانا اور عقلمند لوگ ہیں اور ان لوگوں پر یہ اسرار منکشف فرمائے جو ان کے سامنے ابھی بچے ہی ہیں۔ اے خداوند تو نے مسیح کو نازل فرما دیا لیکن حیف فقیہوں اور فریسیوں پر کہ انہوں نے اس کو نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا۔ پر ان لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور پہچان لیا جو بچوں کی طرح ہیں اور وہ تیرے فضل سے بہت خوش ہو رہے ہیں کہ اس برات کا دلہا ان کے بیچ ہے۔

مسیح کی آمد ثانی کی سرزمین

انجیلوں کے مطالعہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کا دوبارہ نزول نہ صرف اچانک ہوگا بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ مشرقی سرزمین پر مبعوث ہوگا۔ چنانچہ متی ۲۴:۲۷ میں لکھا ہے کہ "کیونکہ جیسی بجلی پورب سے کوند کے پچھم تک چمکتی ہے ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہوگا۔ کیونکہ جہاں مردار ہو وہاں گدھ بھی جمع ہونگے"۔

اس آیت میں صاف لکھا ہوا ہے کہ مسیح کسی مشرقی ملک میں نازل ہوگا۔ مردار اور گدھوں کا ذکر کر کے یسوع نے ہمیں اس نزول کی اس ملک میں وجہ بتائی ہے۔ یعنی جن نقصوں اور خرابیوں کی اصلاح کے لئے مسیح کا آنا مقدر ہے وہ خرابیاں خصوصیت کے ساتھ اس مشرقی ملک میں جمع ہونگی اور اس لئے وہ اسی مشرقی علاقہ میں نازل ہوگا۔ کیونکہ جہاں

مردار ہے وہاں پر ہی گدھیں جمع ہونگی۔ دراصل مردار سے مراد دجاّل ہے اور مسیح موعودؑ کی بعثت کی علت غائی یہی ہے کہ وہ دجاّل کے فتن کو تباہ کرے اور میں نے ریویو آف ریلیجنز جلد ۴ نمبر ۱۱ میں ایک مضمون میں ثابت کردکھایا ہے کہ دجاّل کی پیشگوئی کا صحیح مصداق وہی پادری صاحبان ہیں جو تثلیث اور کفارہ کے عقائد کو پھیلا رہے ہیں۔ مسیح موعودؑ اس مشرقی سرزمین میں نازل ہوا ہے اور جیسے بجلی مشرق سے کوند کے مغرب پر چمکتی ہے اسی طرح اس کے نزول کی خوشخبری زمانہ حال کے سریع خبررسانی کے ذرائع سے مشرق سے مغربی دنیا کو پہنچ رہی ہے۔ مشرق ہی سے مغرب میں مسیح موعودؑ کے نزول کی خبریں سنی جارہی ہیں۔

مسیح کے مشرق میں نزول کا مزید ثبوت یسعیاہ باب ۴۱:۲ میں ملتا ہے جس میں لکھا ہے کہ ''کس نے اس راستباز کو پورب کی طرف برپا کیا''۔ یہ کلمات یسوع کے کلام کی تائید کررہے ہیں کہ وہ موعود پورب میں مبعوث ہوگا۔ معلوم نہیں کہ عیسائی صاحبان کب اپنے آپ کو دھوکہ سے نکالیں گے اور بائبل کے منشا کو سمجھ کر اس پر عمل کریں گے؟! انہیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ مسیح کے نزول کے لئے آسمان کی طرف بادلوں کو پڑے تاکیں کیونکہ وہ تو آسمان پر گیا ہی نہیں، وہ تو صلیب پر مرا ہی نہیں۔

مسیح نے صلیب پر جان نہیں دی

ظاہر ہے کہ مسیح کا صلیب پر مرنے کا ثبوت ہی اس کے آسمان پر جانے کا پیش خیمہ سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے اپنے کلام سے ثابت ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتارا گیا۔ اس نے کہا ہے کہ ان حرامکار لوگوں کو سوائے یونس نبی کے معجزہ کے کوئی دوسرا نشان نہیں دکھایا جائے گا۔ جیسے یونس مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا ویسے ہی ابن آدم بھی قبر کے شکم میں زندہ رہا۔ اناجیل گواہ ہیں کہ خدا نے پیلاطوس کی عورت کی طرف ایک فرشتہ ارسال کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کا ارادہ مسیح کو بچانے کا تھا۔ جب خدا کسی غرض کے لئے ملائکہ کو نازل فرماتا ہے تو یہ اس غرض کے پورا ہونے پر یقینی دلیل ہوتی ہے۔ مقدس تواریخ میں ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ملے گا کہ جس میں وہ امر جس کے لئے خدا نے کبھی فرشتہ نازل فرمایا پورا نہ ہوا ثابت ہو۔ پھر ماسوا اس کے کہ یسوع اس مصیبت سے نجات پانے کے لئے بہت رو رو کر بڑے اضطراب قلب کے ساتھ دعائیں کرتا رہا جیسا کہ عبرانیوں ۵:۷ سے ظاہر ہے ''اس نے اپنے مجسم ہونے کے دنوں میں بہت رو رو کر اور آنسو بہا بہا کر اس سے جو موت سے بچا سکتا تھا دعائیں اور منتیں کیں اور تحمل کے سبب اس کی سنی گئی''۔ اور ضرور تھا کہ اس کی دعا سنی جاوے چنانچہ اس کی قبولیت بھی نہ صرف اسی آیت کے آخری جملہ سے ظاہر ہوتی ہے بلکہ زبور ۲۰:۶ ''اب میں جانتا ہوں کہ خداوند اپنے مسیح کا چھڑانے والا ہے۔ وہ اپنے دہنے ہاتھ کے نجات دینے والے زور سے اپنے مقدس آسمان پر سے اس کی سنے گا''۔ اور نیز زبور ۲۲:۲۰ سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کے ایسے ابتلا کے وقت کی دردمندانہ دعا سنی گئی۔ مسیح کی دعا یہی تھی کہ موت کا پیالہ جو یہودی لوگ اس کو صلیب پر چڑھا کر مارنا چاہتے تھے اس سے ٹالا جاوے چنانچہ خداتعالیٰ نے اپنی باریک حکمتوں سے اس پیالہ موت کو اس سے ٹال دیا اور اس کو صلیب پر سے زندہ اتروالیا۔ مسیح کی دعا صرف اتنی ہی تھی کہ اگر وہ یہ دعا کرتا کہ صلیب پر ہی نہ چڑھایا جاؤں اور یہودیوں کے پنجے میں گرفتاری سے بچوں تو یہ بھی پوری ہوتی۔ لیکن جتنی دعا اس نے کی اتنی تو پوری ہوگئی۔ اس بات کی کافی شہادت موجود ہے کہ مسیح کی دعا کے موافق خدا نے اس کو دشمنوں کے ہاتھ سے نجات دے دی۔ ایک ایسے آدمی کی نسبت جس کو کسی نے مردہ سمجھ لیا اور وہ بعد میں زندہ نکلا۔ آپ کیا خیال کرسکتے ہیں؟ سلیم العقل انسان تو یہی سمجھیں گے کہ وہ زندہ ہی تھا مردہ نہ تھا۔ لیکن مسیح کا معاملہ تو اس سے بھی زیادہ صاف ہے۔ تمام واقعات جو اس کے صلیب پر سے اتارے جانے کے متعلق انہیں عیسائیوں کی دست مالیدہ اناجیل میں موجود ہیں وہ سب مسیح کے صلیب سے زندہ اتارے جانے کے گواہ اور دلائل ہیں۔

(۱) پیلاطوس چاہتا تھا کہ یسوع کو چھوڑ دے کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ انہوں نے اسے ڈاہ سے حوالہ کیا (دیکھو متی ۲۷:۱۷،۱۸)۔

(۲) خدا تعالیٰ نے خوفناک رؤیا میں پیلاطوس کی جورو کو جتا دیا کہ وہ اپنے خاوند کو مسیح کو عذاب دینے سے روکے۔ چنانچہ متی ۲۷:۲۰ میں لکھا ہے کہ ''جب وہ مسند پر بیٹھا اس کی جورو نے اسے کہلا بھیجا کہ تو راستباز سے کچھ کام نہ رکھ کیونکہ میں نے آج خواب میں اس کے سبب بہت تصدیع پائی''۔

(۳) اس کے بعد بھی پیلاطوس نے ہرچند یہودیوں کو مسیح کے چھوڑنے پر راضی کرنے کی کوشش کی جو متی ۲۷: ۲۱۔۲۴ سے ثابت ہے۔ ''آخر پانی لے کر بھیڑ کے آگے اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا میں اس راستباز کے خون سے پاک ہوا۔ تم جانو''۔ (متی ۲۷:۲۵)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ پیلاطوس کے دل میں اس کی راستبازی کی عظمت تھی اور وہ اس کے دکھ کو دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔

(۴) متی ۲۷:۴۰۔۴۴ میں چوروں اور فقیہوں کا مسیح کو ٹھٹھا مارنا اور اس کا خدا پر بھروسہ رکھنا وغیرہ اس کو بچانے کے لئے الٰہی غیرت کو جوش دلانے کا ایک ذریعہ ہے اور اس حالت میں ایک راستباز کا بچایا جانا ضروری ٹھہرتا ہے۔

(۵) مسیح کا ایلی ایلی لما سبقتنی دعا کرنا اور اس کا قبول ہونا جیسا کہ اوپر ثابت ہوچکا ہے۔

(۶) پیلاطوس کا مسیح کو صلیب دئے جانا اس وقت تک معلق کرنا کہ سبت قریب آپہنچے تاکہ اس حیلہ سے یہودیوں کی اشک شوئی بھی ہوجائے اور اس کو بچا بھی لیا جائے۔ چنانچہ جمعہ کے روز ایسے وقت میں اس کو صلیب پر چڑھایا گیا کہ جس کے تین گھنٹے کے بعد سبت شروع ہوجانے کی وجہ سے اس کو صلیب سے اتارنا پڑا۔

(۷) سپاہیوں نے آکے پہلے اور دوسرے کی ٹانگیں جو اس کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے توڑیں لیکن یسوع کی ٹانگیں نہ توڑیں۔

(دیکھو یوحنا ۱۹:۳۲)

ظاہر ہے کہ نرے صلیب پر دو تین گھنٹے رہنے سے انسان مر نہیں جاتا کیونکہ صلیب کے کیل کسی ایسے اعضائے رئیسہ میں نہیں لگائے جاتے تھے جن پر زندگی کا مدار ہوتا ہے۔ صرف ہاتھوں اور پاؤں میں کیل لگائے جاتے تھے۔ اس لئے ضرور ہوتا تھا کہ کم از کم تین دن تک مجرم صلیب پر لٹکا رہے۔ لیکن ان تین دنوں میں بھی وہ مرتا نہ تھا۔ جان سے مارنے کے لئے جب اتارتے تو اس کی پیٹھ یعنی صلب کی ہڈی اور ٹانگیں توڑتے تھے۔ چونکہ اصل علت غائی (یعنی مجرم کا مار دینا) صلب کی ہڈی توڑنے سے حاصل ہوتی تھی اس لئے اسی وجہ پر اس کا نام صلیب رکھا گیا۔ مسیح تین گھنٹے کے اندر ہی صلیب سے اتار لیا گیا اور اس کی کوئی ہڈی بھی نہ توڑی گئی۔

(۸) اس غشی کی حالت میں ایک نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی تو فی الفور اس سے لہو اور پانی نکلا۔ یہ امر طبّی طور پر کئی دفعہ ثابت ہوچکا ہے کہ مردہ میں لہو اور پانی کا اس طرح نکلنا ناممکن محض ہے۔ جب صلیب سے اتارے جانے کے بعد اس کے بدن میں زخم کرنے سے خون اور پانی جاری ہونا ثابت ہے تو کیونکر مانا جاسکتا ہے کہ وہ مرگیا تھا۔ پھر لطف یہ ہے کہ یوحنا ۹:۳۵ میں جہاں اس بات کا ذکر ہے وہاں بڑے زور سے لکھا ہے کہ اس واقعہ کی زبردست شہادت موجود ہے۔ گویا یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس کی تائید کی شہادت انجیل میں ملتی ہے جو کسی دوسرے امر اس کے مخالف میں نہیں ملتی۔

(۹) صلیب سے اتارے جانے کے بعد یسوع کو یوسف ارمتیاہ کے حوالہ کرنا اور یوسف ارمتیاہ کا یسوع کا شاگرد ہونا اور اس کا پیلاطوس سے درخواست، یہودیوں سے پوشیدہ کرنا اور عود اور مُر لگانا۔ اور ایسے ہی باریک کپڑے میں لپیٹنا کہ سانس نہ رکے۔ اور ایک نئے تہ خانہ میں اس کو رکھنا وغیرہ یہ سب ایسے صریح ثبوت اور قرائن غالب ہیں کہ جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح صلیب سے زندہ اتارا گیا تھا۔ اور زندہ ہی ایک تہ خانہ میں رکھا گیا تھا۔ اور چونکہ یہودی لوگوں کا ان دنوں بہت غلبہ تھا یہاں تک کہ حاکم وقت بھی ان کی منصوبہ بازیوں سے ڈرتے تھے جیسا کہ پیلاطوس کے واقعہ سے ظاہر ہورہا ہے۔ اور وہ مسیح کے ایسے خطرناک جانی دشمن تھے کہ ہرگز اس کو زندہ دیکھنا نہیں چاہتے تھے اس لئے مسیح کے خیرخواہوں نے جو یہودیوں سے بہت خائف ہورہے تھے اسی بات کو پسند کیا کہ حکمت عملی سے مسیح کی جان بچالیں۔ اور ظاہر طور پر یہودیوں کے جوش و غضب سے بچنے کے لئے یہ مشہور کررکھیں کہ گویا وہ مرگیا ہے۔ حالانکہ وہ حقیقت میں زندہ ہی صلیب سے اتارا گیا۔ زندہ ہی رکھا گیا۔ زندہ ہی تہ خانہ میں رہا اور وہاں سے نکل کر اس کے گلیل کے سفر کے واقعات بھی اس کے زندہ رہنے کا مزید ثبوت ہیں۔ ایام تحقیقات میں یہودیوں نے اس کو پیٹ بھر کھانا نہ دیا۔ وہ بھوک اور غم کے مارے کمزور ہوتا گیا اور اس کمزوری کے افاقہ پانے کے لئے عطریات اور عمدہ غذائیں ایک پرفضا باغ کے نئے کمرے میں اس کے لئے مہیا کی گئیں۔ پھر جب ذرا طاقت پائی اور چلنے کے قابل ہوا تو یہی مناسب سمجھا کہ وہاں سے کسی طرح بھاگ جاوے۔ آخر ایک باغبان کے بھیس میں یروشلم سے بھاگ کر جلیل کی راہ لی۔ جلیل یروشلم سے قریباً ایک سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور یسوع مسیح نے پاپیادہ ہی وہاں تک سفر کیا۔ کئی دفعہ حواریوں سے مل کر کھانا اور مچھلی کھائی، مچھلی کا شکار کیا، اپنے زخم اپنے حواریوں کو دکھائے اور اچھی طرح سے دکھائے۔ یہ سارے واقعات اس بات کے تسلیم کرنے میں کوئی شبہ نہیں چھوڑتے کہ وہ صلیب سے زندہ اتارا گیا۔ اور زندہ ہی رہا۔ مسیح کا صلیب سے زندہ اتارا جانا صرف انہی امور سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اور بھی بہت سی باتیں اس بات کو ثابت کرتی ہیں۔

اگر یہ مانا جاوے کہ وہ صلیب پر مرگیا تو اس کے معنے یہ ہونگے کہ وہ راستباز نہ تھا۔ ایک شخص جو نبوت کا مدعی ہو اور وہ تین سال نبی رہ کر نہایت ناکامی سے دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہوکر مارا جاوے کسی کی ایسے شخص کے متعلق خواہ کچھ ہی رائے کیوں

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

Earlsfield Properties
Landlords & landladies
Guaranteed rent
your properties are urgently required
Tel: 0181-265-6000

THOMPSON & CO SOLICITORS
We are pleased to announce that we have moved to our new premises
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Contact
Anas Khan-Solicitor
Tel: 020 8333 0921+ 020 8488 2156 + 020 8767 5005 - Fax: 020 8871 9398

خطبہ عیدالاضحی

خانہ کعبہ وہ پہلا گھر ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا

یہ ایک ہی گھر ہے جہاں تمام دنیا کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں ۔جس طرح ابتداء میں بنی نوع انسان کو اکٹھاکرنے کے لئے یہ گھربنایا گیا تھا اسی طرح اس کی غرض یہ ہے کہ روحانی لحاظ سے بھی تمام بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا جائے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہوگا

خطبہ عیدالاضحیٰ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۷؍مارچ ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۷؍امان ۱۳۷۹ھجری شمسی بمقام اسلام آباد۔ٹلفورڈ (برطانیہ)

(خطبہ عیدالاضحی کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم —

الحمدلله رب العٰلمين — الرحمٰن الرحيم — مٰلك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين —

اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—

﴿قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ . اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكاً وَّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ. فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا. وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ .(سورۃآلِ عمران آیات ۹۲ تا ۹۸)

ان کا ترجمہ یہ ہے: تُو کہہ اللہ نے سچ کہا۔ پس ابراہیمؑ حنیف کی ملت کی پیروی کرو اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بکّہ میں ہے۔(وہ) مبارک اور باعثِ ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے۔اس میں کھلے کھلے نشانات ہیں (یعنی) ابراہیم کا مقام۔اور جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن پانے والا ہو گیا۔اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ (اس کے) گھر کا حج کریں (یعنی) جو بھی اس (گھر) تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔اور جو انکار کردے تو یقیناً اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

ان آیات کریمہ میں جو بات خصوصیت سے قابل توجہ ہے وہ یہ ہے کہ ابراہیمؑ حنیف کی ملت کی پیروی کرو جو مشرکوں میں سے نہیں تھا۔مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْن. پس یہ اس کی کنٹرولنگ کلاز (Controling Clause) جس کو کہتے ہیں وہ ہے۔ یعنی اس کی روشنی میں باقی آیات کی جو بعد میں آنے والی ہیں تفسیر ہو گی۔ پہلی اہم بات یہ ہے کہ یہ گھر جو خدا کے رستے میں بنایا گیا ہے یہ اس ابراہیم کی سنت کے اوپر ہے جو مشرک نہیں تھا۔پس شرک ایک ایسی بات ہے جس کے نتیجہ میں کسی کو اس گھر کے ساتھ شرک وابستہ کرنے کی اجازت نہیں ورنہ تمام بنی نوع انسان کا برابر حق ہے کہ وہ یہاں آئیں اور اللہ کا ان پر حق ہے کہ وہ اس گھر کے گرد گھومیں اور ابراہیم کے مناسک ادا کریں۔

پس فرمایا اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ. اب یہاں لِلّٰہ کا ذکر ہی کوئی نہیں۔ پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا۔ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ وہ بکہ میں ہے۔ بہت برکت والا ہے اور عالمین کے لئے ہدایت ہے۔اس ضمن میں پہلے بھی میں بارہا عرض کر چکا ہوں کہ یہ قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت کا کمال ہے کہ پہلے گھر کو وہ نام دیا گیا جس وقت قرآن کریم نازل ہوا اس وقت رائج نہیں تھا اور بہت قدیم نام ہے یعنی بکہ۔ بکہ کب کہا جاتا تھا۔یہ بہت ہی پرانی تاریخ ہے اس کی مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں مکہ کو مکہ ہی کہا جاتا تھا بکہ نہیں کہا جاتا تھا۔

فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيْمَ اس میں جتنی بھی آیات ہیں یہ سب ابراہیم کا مقام ہیں یعنی ابراہیم کے بلند مقام کو ظاہر کرنے والی ہیں۔ بہت سے لوگ نادانی سے مَقام کو مُقام پڑھ جاتے ہیں جو ایک ظاہری جگہ کا نام ہے۔مَقام کسی ظاہری جگہ کو نہیں کہتے بلکہ مرجع کو کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے نشانات جو وہاں ہیں وہ آپ کے مرتبہ کے طور پر، مرتبہ کو ظاہر کرنے کے لئے پھیلے پڑے ہیں نہ کہ کوئی ایسی معین جگہ ہے جہاں ابراہیم نے مصلّی بنایا اور وہاں اس کا مقام ہے۔ یہ مشہور ہے کہ جس پتھر پر ابراہیم دعا کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے اس پتھر کو مُقام ابراہیم کہتے ہیں اور وہاں پتھر پر ان کے کھڑے ہونے کے گہرے نشانات بھی ہیں پاؤں کے۔ تو یہ سب فرضی کہانیاں ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق بھی نہیں اور قرآن کریم کے موقف کے صریحاً خلاف ہیں۔ تو قرآن تو مَقام کہہ رہا ہے اور لوگ اس کا ترجمہ غلطی سے مُقام کر دیتے ہیں۔

اور جو کچھ اس میں داخل ہوا وہ گویا امن میں آ گیا۔وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ اللہ کے لئے لوگوں پر فرض ہے کہ بیت کا حج کریں۔ اَلْبَيْت یعنی اس گھر کا اور اَلْبَيْت میں اَلْ کے لفظ کے نتیجے میں وہ سارے مفاہیم آ جاتے ہیں جو ایک کامل گھر کے متعلق کہنے چاہئیں یعنی یہ گھر جو ایک کامل گھر ہے ہر پہلو سے مکمل اور عظیم الشان ہے لوگوں پر فرض ہے کہ اس گھر کا طواف کریں جن کو بھی استطاعت ہو وہاں تک پہنچنے کی۔وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْن پس جو بھی کافر ہو، جو بھی انکار کرے تو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

میں نے مختلف آیات چنی ہیں اس مضمون پر روشنی ڈالنے کے لئے جو میں یکے بعد دیگرے پڑھتا جاؤں گا اور ساتھ ساتھ قابل توجہ امور کی طرف توجہ دلاتا جاؤں گا۔ فرمایا وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ اور وہ وقت بھی یاد کرو جبکہ ابراہیم بیت اللہ کے قواعد کی تعمیر کر رہا تھا اور ان کو اونچا کر رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی ان کا بیٹا اسمٰعیل بھی بطور ایک مزدور کے شامل تھا۔دونوں یہ دعا کر رہے تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ،اے ہمارے اللہ ان حقیر کوششوں کو ہماری طرف سے قبول فرما اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ یقیناً تو بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ. اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنے لئے مسلمان بنا دے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک مسلم امت ہو جو تیرے لئے مخصوص ہو وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا اور ہمیں ہماری قربان گاہیں دکھا، بتا کہ کن کن موقعوں پر، کیسے کیسے تیرے حضور قربانی پیش کریں۔وَ تُبْ عَلَيْنَا اور ہمارے اوپر مغفرت کے ساتھ جھک۔اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ یقیناً تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ ۔اور اے ہمارے رب انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے۔ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور ان کو تعلیم کتاب دے اور کتاب کی حکمت بھی سمجھائے۔ وَيُزَكِّيْهِمْ اور ان کا تزکیہ کرے۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یقیناً تو بہت عزت والا اور غلبے والا ہے اور بہت حکمت والا ہے۔

ان آیات کریمہ میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی وہ دعائیں سکھائی گئی ہیں جو آپ بیت اللہ کی تعمیر کے وقت کر رہے تھے۔ایک عظیم الشان موقع ہے۔ایک گھر جس میں باپ اس کا آرکیٹیکٹ ہو اس نے اس کی تعمیر کے خصائص طے کئے ہوں اور نقوش ذہن میں قائم کئے ہوں اور ایک بیٹا اسکا اس کے ساتھ مزدور بنا ہوا ہو لازماً یہ وہ عمر تھی حضرت اسمٰعیلؑ کی جب آپ کے ساتھ وہ بھاگتے دوڑتے پھرتے تھے اور کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے۔دونوں یہ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ ہمیں اپنے لئے مسلمان بنا لے تو یہ جو دعا ہے کہ خدا ابراہیم کو متقیوں کا امام بنائے اس کا بھی حل اس میں ہو گیا۔ وہ دونوں اس وقت مسلمان ہی تھے۔یہ تو مراد نہیں تھی کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد کسی وقت ہمیں مسلمان بنا دینا بلکہ دونوں مسلمان ہی تھے کلیۃً خدا کے حضور جھکنے والے تھے۔تو اس دعا کا صرف اتنا مطلب ہوتا ہے کہ اپنے حضور ہمیں مسلمانوں میں لکھ چھوڑ، اپنے حضور ہمیں مسلمانوں میں شمار فرما لے یعنی جہاں تک ہمارے دلوں کا تعلق ہے ہم تو تیرے مسلمان ہی ہیں تیرے فرمانبردار بندے ہیں۔اور صرف یہی نہیں کہ ہم اپنے لئے یہ دعا مانگتے ہیں بلکہ اپنی اولادوں کے لئے بھی ایک امت مسلمہ ان میں پیدا فرما۔ کثرت کے ساتھ ہماری اولادوں میں سے مسلمان پیدا ہوں۔ تُو بار بار توبہ کو قبول کرنے والا اور بہت ہی مہربان ہے۔

اس کے بعد یہ عظیم الشان دعا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ولادت اور بعثت کے متعلق ہے۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ اے ہمارے رب ہماری انہی اولادوں میں سے ہماری ذریتوں میں سے وہ عظیم الشان رسول برپا فرما جو انہی میں سے ہو۔ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وہ ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے۔ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور انہیں کتاب کی تعلیم دے اور (اس کی) حکمت بھی سکھائے اور وَيُزَكِّيْهِمْ اور اس کے نتیجہ میں اُن کا تزکیہ کرے۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یقیناً تو بہت غالب اور عزت والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

ان آیات کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق جو دعا مانگی گئی تھی وہ بہت گہری حکمت اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت اور قرآن کریم کا مستقل طور پر ایک ہی نہج پر مختلف زمانوں میں آیات نازل کرنا ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ یہ آیت جو ابراہیم کی دعا کے طور پر ہے یہ تین جگہ قرآن کریم میں آئی ہے اور تینوں جگہ ترتیب یہی ہے اس ترتیب میں کوئی تبدیلی نہیں اور انسان اگر اپنی عقل سے سوچے تو اس کو یہی ترتیب دکھائی دینی چاہئے۔ پہلی یہ کہ اپنا رسول برپا فرما اور جب وہ رسول ان میں برپا ہوگا تیری طرف سے آیات کی تلاوت کرے گا۔ ان کا علم بھی لوگوں کو دے گا اور ان کی حکمت بھی سکھائے گا تو یقیناً اس کے نتیجے میں ان کا تزکیہ ہو جائے گا۔ علم وحکمت سمجھے بغیر کیسے تزکیہ ہو سکتا ہے۔ ایک عام انسان بلکہ ایک عظیم الشان عارف باللہ بھی یہی سوچتا ہے کہ تزکیہ سے پہلے علم کتاب وحکمت کی سمجھ آئے تو پھر تزکیہ ہوگا مگر حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کا مقام اس سے بہت بالا تھا جو ایک عظیم عارف باللہ نے سوچا تھا یعنی اس سے بھی بہت بالا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم نے آپ کی اس دعا کو قبول کرتے ہوئے اس کی ترتیب بدل دی۔

چنانچہ سورۃ جمعہ میں یہ آیت نازل ہوتی ہے جس میں حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کی قبولیت کا ذکر ہے مگر ایک بظاہر معمولی فرق کے ساتھ یعنی ترتیب بدل کر۔ فرمایا ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ . هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ. وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ . ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے قدوس ہے کامل غلبہ والا ہے اور صاحب حکمت ہے ۔ وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔

اب دیکھئے حضرت ابراہیم کی دعا کہ ان میں سے ہی یہ رسول معبوث کر۔ اس کا جواب ہے وہی ہی جس نے امی لوگوں میں ان ہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور پیشتر اس کے کہ ان کو کتاب کے علم اور حکمت کی تعلیم دے يُزَكِّيْهِمْ ان کو پاک بھی کر دیتا ہے۔ پس یہ وہ عظیم الشان مقام ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جس کی خبر حضرت ابراہیم کو بھی نہ ہو سکی۔ بہت ہی بلند مقام ہے آپ کا۔ تلاوت آیات کرنا ہی لوگوں کو پاک کرنے کے مترادف تھا۔ آپ کی ذات مُزَکِّی تھی جس نے بھی آپ کو دیکھا اور سچی نظر ڈالی اس کا دل پاک ہو گیا، اس کا سینہ صاف ہو گیا۔ پس کثرت سے ایسی مثالیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی میں ملتی ہیں کہ دیکھنے والے نے بس آپ پر ایک نظر ڈالی اور آپ کو ایسا پاک وصاف اور شفاف پایا کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی دلیل کے ساتھ اپنے ایمان کو ملوث کرے بلکہ بے اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تائید فرمائی۔

اس ضمن میں ایک روایت میں بارہا پیش کر چکا ہوں اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ صدیقیت کس کو کہتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دعویٰ فرمایا۔ جب آپ واپس آئے سفر سے لوٹے تو آپ کی بوڑھی لونڈی جو آپ سے بہت محبت کرتی تھی اور بہت احترام کرتی تھی اس نے آہستہ آہستہ بڑبڑانا شروع کیا کہ ہائے بے چارہ ابو بکر، ہائے بے چارہ ابو بکر۔ انہوں نے کہا کیا ہوا ہے تمہیں مجھے کیوں بیچارہ کہہ رہی ہو اس نے کہا تمہارا سب سے اچھا دوست پاگل ہو گیا ہے۔ آپ نے کہا کون پاگل ہو گیا ہے۔ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کرکے، محمد پاگل ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کیا بات ہے اس میں پاگلوں والی۔ اس نے کہا وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ سنتے ہی سفر کی تھکان کے باوجود وہاں ایک لمحہ بھی ٹھہرنا گوارا نہیں کیا اور سیدھا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ خیال تھا کہ کہیں ابو بکر جو میرا اتنا عزیز دوست ہے ٹھوکر نہ کھا جائے اس لئے پیشتر اس کے کہ یہ مجھ سے کچھ پوچھے میں ذرا اس کو سمجھاؤں کہ کیا دلیل ہے میرے سچا ہونے کی اور کیوں میں رسالت کا دعویٰ کر رہا ہوں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ تمہید باندھی اور کہا کہ ابو بکر ذرا ٹھہرو، میری بات سن لو پھر فیصلہ کرنا۔ کچھ ابھی فرمایا ہی تھا کہ ابو بکر نے بے چینی سے کہا نہیں اے محمد میں تیری بات نہیں سننا چاہتا۔ مجھے یہ بتا تو نے دعویٰ کیا ہے کہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پھر فرمایا، ٹھہر جا میری بات سن لے پوری طرح میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ لیکن بار بار ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیچ میں ٹوک کر عرض کیا کہ نہیں مجھے صرف یہ بتائیں کہ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ نہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے دعویٰ کیا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ فوراً ہاتھ آگے بڑھا دیا بیعت کے لئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں تیرا ادنیٰ غلام ہوں کیوں میرے ایمان کو ملوث کر رہے تھے۔ میں نے تو آپ کا چہرہ دیکھا ہوا ہے یہ تو سچوں کا چہرہ ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ یہ سچا چہرہ کبھی جھوٹ بولے۔ پس میں تو آپ کے سامنے حاضر ہوں اور آپ کا غلام ہوں اور اسی وقت بیعت کر لی۔

پس یہ تزکیہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم نے فرمایا اور اس سے پہلے کسی رسول کو یہ توفیق نہ ملی کہ جس نے بھی اس پر محض نظر ڈالی ہو اس کو سچا قرار دیا ہو۔ پس قرآن کریم نے اس ترتیب کو بدل دیا ہے اور جیسا کہ حضرت ابراہیم نے دعا مانگی تھی کہ پہلے وہ علم وحکمت سمجھائے پھر ان کا تزکیہ کرے اس کی بجائے فرمایا علم وحکمت کی باتیں وہ بعد میں سمجھاتا ہے پہلے تزکیہ کرتا ہے اور اس ترتیب میں ایک عظیم الشان حکمت یہ بھی ہے کہ جس کا تزکیہ ہو وہی سمجھا کرتا ہے علم وحکمت کی باتیں۔ جس کا تزکیہ نہ ہو اس کو خاک بھی سمجھ نہیں آتی۔ پس ابو جہل بھی وہاں رہا کرتا تھا اس کا تزکیہ نہیں ہوا تھا اس لئے وہی علم وحکمت کی باتیں جو وہ لوگ سمجھ رہے تھے جن کا تزکیہ ہو چکا تھا وہ اس بدبخت کی قسمت میں نہیں تھیں۔ پس تزکیہ علم وحکمت کے سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ تبھی قرآن کریم میں سورۃ البقرہ ان آیات سے شروع ہوتی ہے الٓمّٓ. ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عظیم کتاب ہے جس کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ کیا تھی؟ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یہ متقیوں کو ہدایت دے گی۔ پس اگر متقی نہ بنے ہوں تو ہدایت کیسی، غیر متقی کی قسمت میں تو کوئی ہدایت نہیں ہوا کرتی۔

پس اس آیت میں یہ فرمانے کے بعد اور بھی کچھ پیشگوئیاں فرما دی گئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا بھی ذکر فرما دیا گیا۔ فرمایا اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی اسے مبعوث کیا ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبے والا اور صاحب حکمت ہے۔ یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا بھی اسی آیت کریمہ میں ذکر فرما دیا کہ وہ لوگ جو ابھی ملے نہیں یعنی ابھی بہت زمانہ باقی ہے ان کے ظاہر ہونے میں "ان سے بھی اسی رسول نے اپنی برکت کے نتیجے میں ان کو پہلوں سے ملا دیا ہے۔ یعنی اپنے زمانے کے صحابہ سے بعد میں آنے والے کچھ لوگوں کو ملا دیا اور جب تک وہ صحابہ نہ بنیں وہ کیسے صحابہ سے مل سکتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا" وہ اسی آیت کریمہ کی تشریح میں فرمایا گیا ہے کہ صحابہ سے مل گیا جس نے مجھے پا لیا۔ میرے تعلق کے نتیجے میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابہ میں شامل ہو گیا۔ پھر فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اس کے بعد میں نے یہ آیت چنی ہے آج کے خطاب کے لئے وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَاالْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَالْاَصْنَامَ . رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور جب ابراہیم نے کہا رَبِّ اجْعَلْ هٰذَاالْبَلَدَ اٰمِنًا اے میرے رب اس بلد کو جس کی میں نے تعمیر کی ہے جس کے پاس میں اپنے بیٹے اسماعیل کو چھوڑ کر جا رہا ہوں اس کو امن کی جگہ بنانا۔ ایک دوسری آیت میں هٰذَا بَلَدًا فرمایا گیا ہے اور اس جگہ هٰذَاالْبَلَد فرمایا گیا ہے۔ پہلی آیت میں هٰذَا جگہ کی طرف اشارہ ہے جہاں کوئی بھی بلد نہیں تھا، کوئی بھی شہر نہیں تھا۔ تو حضرت ابراہیم نے عرض کی کہ اے خدا اس چٹیل جگہ کو بَلَد میں تبدیل فرما دے۔ معلوم ہوتا ہے اس دعا کی قبولیت کے بعد جب حضرت ابراہیم وہاں دوبارہ حاضر ہوئے تو وہ ایک شہر بن چکا تھا۔ فرمایا میرے رب اس شہر کو امن کی جگہ بنا دے۔ یہ جو شہر بنا دیا ہے تو نے میری دعا کو قبول کرتے ہوئے اب اس کو امن کی جگہ بھی بنا دے۔ اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے بچا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔ اب یہ ایک ایسی شرط ہے جس کے ساتھ خانہ کعبہ میں طواف کی اجازت نہیں یعنی مشرک کو وہاں جا کر عبادت کرنے کی اجازت نہیں۔ غیر مشرکوں میں سے کسی کو روکنے کا خانہ کعبہ کے جو منتظمین ہیں ان کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ مشرک نہ ہو تو تمام بنی نوع انسان کا گھر ہے، تمام بنی نوع انسان کا حق ہے کہ وہ یہاں عبادت کے لئے حاضر ہوں اور جہاں تک شرک کی مناہی کا تعلق ہے اس سے صرف یہ مراد ہے کہ مشرکانہ عادات اور رسوم کو نہ اپنانے والے ہوں۔ پرانے زمانے میں مشرکوں میں یہ دستور تھا کہ وہ ننگے ہو کر خانہ کعبہ کی عبادت کرتے تھے اور اس کے گرد گھومتے تھے اور نہایت ہی بیہودہ رسمیں تھیں جن کی تفصیل میں جانا اس وقت مناسب نہیں ہے۔ پس اندر کے شرک کا تو کسی کو پتہ چل ہی نہیں سکتا۔ کون روک سکتا ہے کسی مشرک کو کہ وہ جھوٹ بول کر، موحد بن کر خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ پس ایسی بات سے خدا نے روکا ہی نہیں جو انسان کے بس میں نہیں۔ ہاں اگر مشرکانہ رسموں کو ظاہر کر رہا ہو، ان رسموں کے مطابق خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہو تو تمہیں حق ہے کہ تم اس کو روک دو اور اس خانہ کعبہ کا طواف مشرکانہ حالت میں نہ کرنے دو۔

پھر یہ دعا ہے۔ اے میرے ربّ! انہوں نے یقیناً لوگوں میں سے بہتوں کو گمراہ بنا لیا ہے یعنی جو مصنوعی خدا بنے ہوئے ہیں ان کی پیروی نے بہت سے لوگوں کو گنہگار بنا دیا ہے۔ پس جس نے میری پیروی کی تو وہ یقیناً مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تُو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم

کرنے والا ہے۔اس دعا کا آخری حصہ بھی بہت توجہ طلب ہے۔پس جس نے نافرمانی کی یعنی مشرکانہ حرکتیں کیں تو یہ نہیں کہا کہ ان کو ہلاک اور تباہ کردے بلکہ معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔دلوں کے حال تو جانتا ہے تو تو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔پس اگر وہ میری نافرمانی بھی کرنے والے ہوں تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان کے دلوں میں کیا ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ موت سے پہلے کس کو حقیقی ایمان نصیب ہو جائے گا۔پس التجا یہ کی کہ تو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

اب وہ آیت کریمہ میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں جس میں قربانی کا ذکر آتا ہے۔رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے (بیٹا) عطا فرما۔ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ۔ہم نے اسے ایک بیٹا عطا کیا۔فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! میں ایک خواب دیکھتا رہتا ہوں۔اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ یعنی اکثر خواب یہ دیکھی ہے کہ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى پس غور کر اور بتا کہ تو کیا سمجھتا ہے؟اس سے تیری کیا تعبیر ہے؟قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ اے میرے پیارے باپ وہی کر جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے۔سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ تو یقیناً مجھے صبر کرنے والوں میں پائے گا۔

فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ پس جب دونوں نے خدا کے حضور سر جھکا دیا یعنی اسلام قبول کر لیا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ اور اُسے پیشانی کے بَل لٹا دیا۔یعنی حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیل کو پیشانی کے بل اوندھا لٹا دیا کیونکہ بہت زیادہ منیب تھے،بے انتہا رحمدل،بہت ہی شفقت کرنے والے تھے غیروں کے لئے بھی شدید بے چین ہو جایا کرتے تھے۔وہ قومیں جن کی ہلاکت کی آپ کو خبر دی گئی ان کے لئے بھی خدا سے بحث کیا کرتے تھے کہ اللہ ان کو معاف کر دے۔یہ بہانہ بناتے تھے،وہ بہانہ بناتے تھے کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنی دعاؤں سے جذب کر لیں اور اس قوم کی معافی کا سامان کر دیں۔

اپنے بیٹے کو یہ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گیا لیکن اس وقت جبکہ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ جب آپ کے ساتھ وہ محنت کرنے کی عمر کو پہنچا،دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا یعنی قریباً جوان ہو گیا اور اس عمر کو پہنچ گیا کہ اپنا فیصلہ خود کر سکتا تھا اور ایک ذمہ دارانہ فیصلہ کرنے کا مجاز تھا۔یہی وہ آیت ہے جس کی روشنی میں میں نے یہ تحریک کی ہے کہ واقف زندگی جو وقف نو کہلاتے ہیں ان کو بلوغت کے بعد یہ حق ہوگا کہ وہ چاہیں تو وقف زندگی رہیں اور چاہیں تو نہ رہیں کیونکہ چھوٹے بچوں کو ان کی مرضی کے خلاف وقف کرنے کا ماں باپ کو حق نہیں پہنچتا۔ہاں دعا کے طور پر کہ خدا ان کو وقف میں شامل کر لے ان کی تربیت کرنا اور ان کو اس صورت میں بلند کرنا جیسے ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو اٹھایا تھا یعنی اس کی تربیت کی تھی یہ ایک الگ مسئلہ ہے اور اس کے بعد پھر وہ بیٹے وقفِ نو والے بڑے ہو کر اسماعیلی روح کے نمائندہ بن جائیں،اور اپنے آپ کو اسی طرح خدا کے حضور پیش کر دیں۔یہ سبق اسی آیت کریمہ سے سیکھ کر میں نے یہ تحریک کی تھی کہ بڑے ہو کر بچوں کو لازماً یہ حق ہوگا کہ وہ چاہیں تو وقف رہیں،چاہیں تو نہ رہیں۔

پس ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیلؑ کو اوندھے منہ اس لئے لٹایا کہ ذبح ہوتے وقت آپ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ اپنے بیٹے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھیں۔اس وقت نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ۔تب ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم! کیا ہو گیا ہے قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا تُو تو یہ رؤیا سچی کر بیٹھا ہے۔تُو جب اس وادی بے آب و گیاہ میں اپنے بچے کو چھوڑ کر گیا تھا تو تُو نے تو قربانی پیش کر دی خدا کے حضور۔اب کیوں ذبح کرتا ہے۔یہ کہہ کر فرمایا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ہم اسی طرح محسنوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ یقیناً یہ ایک بہت کھلی کھلی آزمائش تھی۔شاذ ہی کسی کو ایسی آزمائش میں سے گزرنا پڑا ہوگا۔وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۔اور ہم نے اس بیٹے کو ایک ذبحِ عظیم کے بدلے یا یوں کہنا چاہئے وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ کہ ہم نے ایک ذبح عظیم کے ذریعہ اس کا فدیہ دے دیا۔وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ اور بعد میں آنے والوں میں یہ فرض کر دیا کہ وہ ابراہیم پر سلام بھیجا کریں۔سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ،ابراہیم پر سلام بھیجیں۔كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اسی طرح ہم محسنوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

یہاں ایک خاص بات قابل ذکر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کسی ایک صحیح حدیث میں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ آپ نے ایک مینڈھے کو ذبح کیا لیکن دوسری روایات میں یہ موجود ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ذبح عظیم سے واضح مراد یہ سمجھتے تھے کہ آپ کے زمانے میں جو کثرت سے ذبح عظیم ہوگا مسلمانوں کا،ابراہیم کی نسل کا،محمد رسول اللہ ﷺ کے متبعین کا ذبح عظیم ہونا ہے۔یہ عظیم ذبح ہے جس کے بدلے ابراہیم کو زندہ رکھا گیا کیونکہ اگر ابراہیم زندہ نہ رہتا تو آپ کی نسل ہی جاری نہیں رہ سکتی تھی اور یہ عظیم ذبح کا منظر جو دنیا کی آنکھوں نے پہلی بار دیکھا تھا یہ کبھی بھی دکھایا نہ جا سکتا تھا۔

پس یہ خاص طور پر قابل ذکر بات ہے کہ کسی جانور کا ذکر جیسا کہ ہم روایتوں میں سنتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث میں نہیں ملتا۔ہاں روایتوں میں جو بعد کی تفصیلی روایات ہیں ان کا ذکر آتا ہے اور بعد کے آنے والے علماء کو اور کئی صاحب عرفان لوگوں کو بھی ان روایات نے متاثر کیا اور مختلف رنگ میں اس کا ذکر کیا۔چنانچہ حضرت امام فخر الدین رازی سورۃ الصّٰفّٰت کی تشریح میں فرماتے ہیں۔ سدّی کہتے ہیں کہ ابراہیم کو آواز دی گئی۔اب دیکھیں یہ سدی کہتے ہیں کی روایت ہے،یہ کیسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہو سکتی ہے۔سدی نے کہا،کس سے کہا،کس نے آگے رسول اللہ ﷺ تک یہ بات پہنچائی،کوئی ذکر موجود نہیں۔سدّی کہتے ہیں کہ ابراہیم کو آواز دی گئی۔جب انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو وہاں ایک سیاہ رنگ کا مینڈھا تھا،جس کے بالوں پر سفیدی مائل چمک تھی۔یہ مینڈھا پہاڑ سے نیچے آیا تھا۔حضرت ابراہیمؑ نے اسے پکڑ کر ذبح کیا اور اپنے بیٹے کو چھوڑ دیا۔پھر آپ نے بیٹے سے معانقہ کرتے ہوئے فرمایا: میرے پیارے بیٹے! تُو آج مجھے عطا ہوا ہے۔اسے عظیم کہتے ہیں۔اس کی عظمت شان کی وجہ سے کہا گیا ہے یعنی اس قربانی،مینڈھے کی عظمت شان کی وجہ سے کہا گیا ہے کہ یہ ذبح عظیم تھا۔

(التفسیر الکبیر للامام الفخر الرازی۔ تفسیر سورۃ صافات زیر آیت ۱۰۸)

اب مینڈھے بے چارے کی کیا عظمت شان تھی۔اس کی حیثیت ہی کیا تھی۔مگر چونکہ اس کے نتیجے میں اسماعیل کو چھوڑ دیا گیا اس لئے مینڈھے کو بہت بڑی عظمت شان نصیب ہوئی کہ اس مینڈھے کو ابراہیم کے بیٹے کے بدلے میں قبول فرما لیا۔یہ امام رازی کی تفسیر میں لکھا ہوا ہے لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ممکن ہے یہ بات کسی طرح درست ہو لیکن ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو ذبح کرنے کے لئے پوری طرح تیار بیٹھے تھے اور جیسا کہ آیت میں گزرا ہے اس وقت اگر کوئی مینڈھا بھی اتفاقاً وہاں پھنس گیا ہو اور آپ کی نظر اس پر پڑ گئی ہو تو ہرگز بعید نہیں کہ اس مینڈھے کو ذبح کیا گیا ہو۔لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایک لمحے کے لئے بھی یہ مضمون مخفی نہیں ہوا کہ ذبح عظیم سے مراد میرے غلاموں اور متبعین کا ذبح عظیم ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حج فرمایا کرتے تھے تو بہت ہی سادہ،ایسے سادہ کہ صحابہ حیران ہوتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو مکہ کی آرزوؤں اور تمناؤں کا پھل ہیں گویا کہ جس کے لئے مکہ کی وادی دعا گو رہتی تھی کہ اس رسول کو ہم میں مبعوث فرما ان کا حج کے وقت کیا حال تھا۔انس بن مالکؓ سنن ابن ماجہ میں روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہایت خستہ حال سواری پر اور ایسی چادر میں حج کیا جس کی مالیت چار درھم کے برابر یا اس سے بھی کم تھی خستہ حال سواری پر یہ بھی قابل توجہ ہے۔رسول اللہ ﷺ کے پاس اچھی سے اچھی سواریاں تھیں اور عموماً آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سواری اپنے وقت کی بہترین سواری ہوا کرتی تھی مگر ایک کمزور سواری پر کیوں حج کیا۔معلوم ہوتا ہے عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ جو قرآن شریف میں آیا ہے اس کی طرف اشارہ ہے۔رسول اللہ ﷺ نے چونکہ یہ خدا سے اطلاع پائی تھی کہ ہر قسم کے سفر کی وجہ سے کمزور ہوئی ہوئی سواریوں پر لوگ حج کریں گے اس لئے آپ نے اس رعایت سے وہ سواری اختیار فرمائی جو بہت دبلی پتلی اور کمزور تھی اور جس کی چار درہم قیمت تھی اس کو اپنے نیچے بھی باندھا اور اوپر بھی لیا اور یہ دعا کی کہ اے میرے ربّ اس حج میں کوئی ریاکاری اور شہرت طلبی مقصود نہیں۔(سنن ابن ماجہ کتاب المناسک) میں جس حال میں طواف کر رہا ہوں خانہ کعبہ کا،میں نمونہ ہوں اس بات کا کہ میرے اندر کوئی ریاکاری نہیں نہ کپڑوں میں،نہ لباس میں،نہ سواری میں،کسی قسم کی شہرت طلبی مقصود نہیں ہے۔

پھر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ترمذی کتاب الاضحیٰ سے لی گئی ہے۔بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ مَیں نے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی۔اس کے بعد حضورؐ کے پاس ایک مینڈھا لایا گیا جسے آپؐ نے ذبح کیا۔ذبح کرتے وقت آپؐ نے یہ الفاظ کہے:اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ،اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔اے میرے خدا! یہ قربانی میری طرف سے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے جو قربانی نہیں کر سکتے (قبول فرما)۔(ترمذی، کتاب الاضحیٰ)۔کتنا عظیم محسن تھا آج تک ہی نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے ان سارے غرباء کی طرف سے یہ قربانی دی گئی جن کے دل میں ہو سکتا تھا ہمیشہ کے لئے یہ حسرت رہ جاتی کہ ہم غربت کی وجہ سے مالی قربانی نہیں دے سکتے،وہ قربانی دینے والا بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھا جن کی قربانی نامقبول نہیں ہو سکتی تھی۔تو تمام غرباء پر قیامت تک کے لئے رحم کرنے والا وہ رسول آیا جس کی کوئی مثال اس سے پہلے رسالت کی دنیا میں نہیں ملتی۔

اب اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔روحانی خزائن جلد ۱۷۔اربعین میں ہے:"یہ ابراہیم جو بھیجا گیا تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ"۔یعنی مقام ابراہیم کی صحیح تفسیر فرمائی۔اس کو مُقام نہیں سمجھا بلکہ مَقام سمجھا۔اس کی طرز پر بجالاؤ یہ اس کا مقام ہے کہ جیسا اس نے کیا ویسا تم بھی کرو"اور ہر ایک امر میں اس کے نمونے پر اپنے تئیں بناؤ"۔(اربعین نمبر۳، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۲۰،۴۲۱)۔قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔(الانعام:۱۶۳) ابراہیم کی طرح صادق اور وفادار ہونا چاہئے جس طرح پر وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گیا اسی طرح انسان ساری دنیا کی خواہشوں اور آرزوؤں کو جب تک قربان نہیں کر دیتا کچھ نہیں بنتا۔میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کو ایک

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

جذبہ پیدا ہو جاوے اس وقت اللہ تعالیٰ خود اس کا متکفل اور کارساز ہو جاتا ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم۔ جدید ایڈیشن۔صفحہ ۲۲۳)

پھر فرمایا:"دیکھو حضرت ابراہیم کا ابتلا کہ بچے اور اس کی ماں کو کنعان سے بہت دور لے جانے کا حکم ملا اور وہ ایسی جگہ تھی جہاں نہ دانہ تھا نہ پانی۔ وہاں پہنچ کر حضرت ابراہیم نے خدا کے حضور عرض کی کہ اے اللہ میں اپنی ذریت کو ایسی جگہ چھوڑ تا ہوں جہاں دانہ پانی نہیں ہے۔ حضرت سارہ کا ارادہ یہ تھا کہ کسی طرح سے اسماعیل مر جائے"۔ سارہ آپ کی سوتیلی بڑی والدہ تھیں اور وہ بھی بار بار ابراہیم علیہ السلام سے اصرار کیا کرتی تھیں کہ اس بچے کو میری آنکھوں کے سامنے سے دور کر دے اور کسی بے آب و گیاہ وادی میں اسے چھوڑ دے۔ اب کیسے حضرت سارہ کے ذہن میں آسکتا تھا کہ جس بے آب و گیاہ وادی میں اسے چھوڑا جائے گا وہاں بَلَدًا اٰمِنًا بننے والا ہے۔ بہت عظیم الشان جگہ یہ اس کو چھوڑا جانے والا ہے جہاں خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر ہو گی۔ پس سارہ کا ارادہ کچھ اور تھا اور بظاہر ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کی بات مانی مگر خدا کے اس اشارے پر بات مانی، سارہ کی بات نہیں کہ اس جگہ چھوڑ کے آ جہاں اس کی اصلی شان ظاہر ہو گی۔ چنانچہ اگرچہ حضرت ابراہیم کو سارہ کی یہ بات بری لگی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو سارہ کہتی ہے تجھے وہی کرنا ہو گا۔ اس لئے نہیں کہ خدا تعالیٰ کو سارہ کا پاس تھا بلکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یہی تحریر فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس حکمت کو بہتر سمجھتا تھا جس حکمت کے پیش نظر سارہ کے دل میں بار بار یہ باپ پیدا ہوئی کہ اس کو گھر سے نکال دو۔ حضرت ہاجرہ جو آپ کی والدہ تھیں ان کو بھی گھر سے نکالا گیا اور اس وقت خدا تعالیٰ کا فرشتہ اس سے ہمکلام ہوا کیونکہ نبیوں کے سوا غیر انبیاء سے بھی اللہ تعالیٰ بذریعہ فرشتہ کلام کیا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت ہاجرہ سے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کا مکالمہ ہوا۔ غرض حضرت ابراہیم نے ویسا ہی کیا اور کچھ تھوڑا سا پانی اور تھوڑی سی کھجوریں ہمراہ لے کر حضرت ہاجرہ اور بچے کو لے جا کر وہاں چھوڑ آئے جہاں اب مکہ آباد ہے"۔

اب یہ تحقیق طلب امر ہے۔ یہ تو ظاہر ہے تھوڑی سی کھجوریں لے کر تو نہیں چلے تھے وہاں سے، کہاں تھے آپ اس وقت جہاں سے آپ نے سفر اختیار کیا۔ آیا کچھ حصہ سفر کا کشتی کے ذریعہ طے کیا گیا یا خشکی کا ہی سفر تھا، یہ تحقیق طلب امور ہیں جنہیں عموماً علماء نے نظر انداز کر رکھا ہے اس لئے میں نے یہ ہدایت بھیجی ہے کہ احمدی علماء اس رستے کی تعیین کریں جس رستے پر حضرت ابراہیم چلے تھے اور راہ میں بار بار اپنے توشے کو بھرنے کا سامان بھی مہیا ہوتا رہا۔ نخلستان بھی آتے ہیں بہت سی جگہ پانی اور کھجور دونوں ملتے ہیں۔ تو یہ مراد نہیں کہ گھر سے تھوڑا سا لے کے چلے تھے اور اتنی جلدی وہاں پہنچ گئے کہ ابھی اس میں کچھ بچا ہوا تھا بلکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے پہنچنے کے بعد جو کچھ بھی پیچھے چھوڑا وہ اپنی دانست میں کافی پانی اور کافی غذا تھی جو پیچھے رہ گئی تھی لیکن آپ کی ایک عجیب اور شان بھی خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب چھوڑ کر چلے تو حضرت ہاجرہ ان کو آوازیں دیتی رہیں مگر مڑ کے نہیں دیکھا۔ مڑ کے کیوں نہیں دیکھا اس لئے کہ اَوَّاہٌ مُّنِیْب تھا۔ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی شفقت کا پردہ چاک ہو جائے اور اس کی بیوی اس کو روتا ہوا دیکھ لے۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مڑ کے نہیں دیکھا اور گویا کہ آواز سنی ہی نہیں، سیدھا وہاں سے روانہ ہو گئے۔ حضرت ہاجرہ اور اس کے بچے کو لے جا کر وہاں چھوڑ آئے جہاں اب مکہ آباد ہے یعنی ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا والا واقعہ ہے۔ وہ خالی چٹیل میدان تھا اور اس کے متعلق دعا یہ تھی کہ اس خالی جگہ کو بَلَدَ اٰمِنًا بنا دے۔

فرمایا:"چھوڑ آئے جہاں اب مکہ آباد ہے۔ چند دن کے بعد نہ دانہ رہا اور نہ پانی۔ حضرت اسمٰعیل شدت پیاس سے بے چین ہونے لگے تو اس وقت حضرت ہاجرہ نے نہ چاہا کہ اپنے بچے کی ایسی بے بسی کی موت اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اس لئے ہاجرہ چند مرتبہ اس پہاڑ پر ادھر ادھر دوڑیں کہ شاید کوئی قافلہ ہو"۔ پس یہ جو حاجی سعی کرتے ہیں ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی کی طرف یہ حضرت ہاجرہ کی سنت کے تابع کرتے ہیں ۔"پہاڑ پر چڑھ کر گریہ وزاری کرنے لگیں۔ یہ ایسا وقت تھا کہ ان کے پاس صرف ایک ہی بچہ تھا۔ خاوند سے الگ تھیں، دوسرا بچہ پیدا ہونے کی امید نہیں تھی۔ گویا بیوہ کی مانند آپ کا حال تھا۔ آپ کی گریہ وزاری پر فرشتے نے آواز دی ہاجرہ! ہاجرہ!۔ جب آپ نے ادھر ادھر دیکھا تو کوئی شخص نظر نہ آیا۔ بچہ کے پاس جب آئی تو دیکھا کہ اس کے پاس چشمہ بہہ رہا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے مردہ سے ان کو زندہ کر دیا۔ حضرت نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اس چشمے کا پانی نہ روکتا تو وہ تمام ملک میں پھیل جاتا۔ اس قصہ کے بیان کرنے سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی ایسی جگہوں پر جہاں آب و دانہ کچھ نہ ہو اس طرح اپنی قدرت کے کرشمے دکھایا کرتا ہے۔ چنانچہ پانی کے اس پہلے کرشمہ نے حضرت اسماعیل کو زندہ کیا مگر وہ پانی جو حضرت نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سے پھیلایا گیا" وہ اور ہی بات تھی۔ "اس کی شان میں فرمایا اعلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یُحیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا" پھر جان لو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اس کی موت کے بعد پھر زندہ کر دیا کرتا ہے۔ گویا کہ وہ روحانی پانی جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ اس بے آب و گیاہ وادی میں برسا وہ صرف اس وادی کے لئے کافی نہیں تھا اس نے خشکی اور تری کو بھر دیا اور ساری دنیا کے از سر نو زندہ ہونے کے سامان کئے۔

پھر فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ جو یہ فرماتا ہے کہ اس کے امر سے زمین و آسمان قائم ہیں تو غور کرو کہ وہ جنگل جہاں اس قدر گرمی پڑتی تھی اور جہاں انسان کا نام و نشان نہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا بابرکت بنا دیا کہ کروڑہا مخلوق وہاں جاتی ہے اور ہر ملک اور ہر قوم کے لوگ وہاں موجود ہوتے ہیں۔ وہ میدان جہاں حج کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں وہی جگہ ہے جہاں نہ دانہ تھا نہ پانی"۔ (ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ ۱۷۳،۱۷۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متعلق بھی ایک الہام کا ذکر فرماتے ہیں۔ فرمایا:"میرا نام ابراہیم بھی رکھا گیا ہے جیسا کہ فرمایا: سَلامٌ عَلَیْكَ یا اِبْرَاھِیْم یعنی اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بہت برکتیں دی تھیں اور وہ ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے سلامت رہا۔ پس میرا نام ابراہیم رکھ کر خدا تعالیٰ یہ اشارہ کرتا ہے کہ ایسا ہی اس ابراہیم کو برکتیں دی جائیں گی اور مخالف اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے ....اور جس طرح ابراہیم سے خدا نے خاندان شروع کیا اِسی طرح اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میری نسبت فرماتا ہے: سُبحانَ اللّٰہ زَادَ مَجْدكَ یَنْقَطِعُ اٰباءُ كَ و یبدءُ مِنْكَ۔ یعنی خدا پاک ہے جس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ وہ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع کر دے گا اور ابتداء خاندان کا تجھ سے کرے گا۔ اور ابراہیم سے خدا کی محبت ایسی صاف تھی جو اُس نے اُس کی حفاظت کے لئے بڑے بڑے کام دکھلائے اور غم کے وقت اُس نے ابراہیم کو خود تسلّی دی۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم رکھ کر فرماتا ہے: سلامٌ علیٰ ابراھیم صافینٰہ و نجینٰہ من الغمّ تفرّدنا بذٰلِكَ۔ یعنی اس ابراہیم پر سلام"۔ اس یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اپنے وقت کے ابراہیم ثانی تھے ان پر سلام۔ "ہماری اس سے محبت صافی ہے جس میں کوئی کدورت نہیں اور ہم اس کو غم سے نجات دیں گے۔ یہ محبت ہم سے ہی مخصوص ہے کوئی دوسرا اس کا ایسا محبّ نہیں"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن، جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۱۴،۱۱۵)

اب یہ جو پیشگوئی ہے یہ دیکھیں کس شان سے پوری ہوئی ہے اگر اسی پیشگوئی پہ اور اس کے پورا ہونے پر اہل علم جو اپنے تئیں اہل علم کہتے ہیں وہ غور کرتے تو ان کے لئے احمدیت کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان اس میں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعوے کے وقت اپنے خاندان میں اکیلے چھوڑ دئے گئے تھے۔ روایات کے مطابق ستر افراد تھے خاندان کے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے جن کو اکیلا کر کے ایک طرف چھوڑا ہوا تھا۔ اور سارا خاندان آپ کا مخالف تھا۔ یہ اللہ کی عجیب شان ہے کہ وہ سارا خاندان کاٹا گیا۔ ان کی کوئی نسل جاری نہ رہ سکی۔ صرف وہی جاری رہا استثنائی طور پر چند ایک جنہوں نے اپنا تعلق خاندان سے کاٹ کر مسیح موعود علیہ السلام سے کر لیا۔ تو ایک دو ایسی مثالیں ہیں اس کے سوا سارا خاندان برباد ہو گیا۔ اور بعض لوگوں کا تو یہ حال تھا کہ ان میں رجولیت کی اور بچے پیدا کرنے کی طاقت تھی مگر کسی جہالت کے دور میں، فقیری کے شوق میں خود اپنے آپ کو ختم کر لیا اور پھر دیواروں سے سر ٹکرایا کرتے تھے کہ ہائے میں نے یہ کیا کر لیا۔ اولاد کی خواہش تھی مگر خود اپنے ہاتھ سے اولاد سے محروم رہ گئے ۔ تو یہ عظیم الشان نشانات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کے پورا ہونے کے تعلق میں دنیا کو دکھائے گئے ہیں یہ ایسے نشانات ہیں جو اکیلے ہی آپ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے بہت کافی تھے مگر افسوس ہے کہ دشمن نشان پر نشان دیکھتا ہے اور انکار پر انکار کرتا چلا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اب نسل کا آغاز ہوا ہے ۔ اب دیکھیں دنیا بھر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل سے جو خاندان چلا ہے وہ دیکھو کتنا بڑا پھیل گیا ہے۔ تمام زمین کے کناروں تک وہ خاندان جا پہنچا ہے۔ اور اپنے آپ کو پرانے خاندان کی طرف نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کر کے فخر محسوس کرتا ہے۔ یہ فخر اس پہلو سے تو جائز ہے کہ ایک پیشگوئی کے پورا ہونے کے نتیجہ میں ایسا ہوا ہے مگر اس وقت تک جائز ہے جب کہ وہ سچے دل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے والے ثابت ہوں۔

ایک زمانے میں مجھے شوق تھا کہ دیکھوں تو سہی وہ کون لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آبائی خاندان سے تعلق رکھنے والے تھے تو عجیب برا حال ان کا دیکھا۔ کوئی نیم سا دیوانہ ہو کر پھرتا رہتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے زندگی کی رمق کے لئے غذا مانگتا تھا، خوراک مانگتا تھا۔ کوئی تانگے چلاتا تھا لاہور میں اور آگے اس کی پھر کوئی نسل نہیں کچھ پتہ نہیں کہ کہاں گئے وہ لوگ۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کہا تو ابراہیمی شان بھی آپ کی ذات کے اندر پوری کر کے دکھائی۔

اب اس سلسلہ میں آخر پر میں اگر وقت ہے تو ایک حضرت محی الدین ابن عربی کی روایت بیان کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت محی الدین ابن عربی نے ایک دفعہ کشفی حالت میں دیکھا کہ میں بیت اللہ کا طواف کر رہا ہوں۔ یعنی حضرت محی الدین ابن عربی کہتے ہیں میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ مگر وہ اجنبی قسم کے لوگ ہیں جن کو میں پہچانتا نہیں۔ پھر انہوں نے دو شعر پڑھے جن میں سے ایک تو مجھے بھول گیا مگر دوسرا یاد رہا۔ یہ رویاء میں آپ نے ان اجنبیوں سے ان کا جو شعر سنا۔ ان شعروں میں سے ایک یہ تھا

لقد طُفنا کَمَا طُفتُمْ سِنِیْناً ☆ بِھٰذَا الْبَیْتِ طُرّاً اَجْمَعِیْنَا

یعنی ہم بھی اس مقدس گھر کا سالہا سال اسی طرح طواف کرتے رہے ہیں جس طرح آج تم اس کا طواف کر رہے ہو۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا پھر ان میں سے ایک شخص نے مجھے اپنا نام بتایا اور وہ نام بھی ایسا تھا جو میرے لئے بالکل غیر معروف تھا۔ اس کے بعد وہ شخص مجھ سے کہنے لگا کہ میں تمہارے باپ دادوں میں سے ہوں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو وفات پائے ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس نے کہا چالیس ہزار سال سے کچھ زیادہ۔ میں نے کہا زمانۂ آدم پر تو اتنا عرصہ نہیں گزرا۔ اس نے کہا تم کس آدم کی بات کرتے ہو۔ کیا اس آدم کی جو تمہارے قریب ترین زمانہ میں ہوا یعنی وہ آدم جو گویا کل کا بچہ ہے ۔ تم اس کی

باتیں کر رہے ہو یا کسی اور آدم کی۔ وہ کہتے ہیں اس پر معاً مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ حدیث یاد آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا کئے ہیں اور میں نے سمجھا کہ میرے یہ جدامجد بھی انہی میں سے کسی ایک آدم سے تعلق رکھنے والے ہیں۔(فتوحات مکیہ جلد۳ باب ۳۹۰ صفحہ ۵۴۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ حدیث تو ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آئے مگر یہ حدیث کہ ایک لاکھ آدم پیدا کئے گئے میں نے تلاش کی ہے مجھے تو نہیں ملی لیکن کشفی نظارہ ہے اور حضرت محی الدین ابن عربی بہت پائے کے بزرگ صوفی تھے۔ اس لئے آپ کے ذہن میں اگر اس وقت کشف میں یا رؤیا میں کوئی حدیث رسول اللہ ﷺ کی یاد رہ گئی ہے تو کوئی بعید نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایسا فرمایا بھی ہو مگر ظاہری طور پر اس حدیث کا کوئی نشان ہمیں نہیں مل سکا۔ یہ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ خانہ کعبہ کو البیت العتیق کیوں کہا جاتا ہے۔ بہت ہی پرانا گھر ہے، اتنا کہ آدم سے بہت پہلے سے یہ گھر آباد تھا اور اس لئے میں یہ کہا کرتا ہوں کہ سویلائزیشن (Civilisation) کا پہلا نشان وہ خانہ کعبہ تھا۔ پہلا گھر جو غاروں سے نکل کر انسان کے لئے بنایا گیا۔ اسی لئے فرمایا وُضِعَ لِلنَّاسِ یہ انسان کے لئے بنایا گیا ہے جس سے انسانی تمدن نے عروج پکڑا، انسان کو تہذیب سکھائی گئی۔ یہ وہی گھر ہے بیتِ عتیق جس کو آج خانہ کعبہ کہا جاتا ہے جس گھر میں دنیا بھر سے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور اس پہلو سے یہ ایک ہی گھر ہے جہاں تمام دنیا کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ نہ کسی عیسائی گھر کو ایسی توفیق ہے جہاں عیسیٰ کے نام پر لوگ سب دنیا سے اکٹھے ہوتے ہوں، نہ کسی یہودی گھر کو یہ توفیق ہے کہ دنیا بھر کے لوگ وہاں اکٹھے ہوتے ہوں۔ نہ تیرتھ کو یہ توفیق ہے۔ دنیا میں مختلف جگہوں پر خدا کے نام پر بظاہر یا شرک کے نام پر لوگ اکٹھے ہوتے ہیں مگر ایک بھی ایسا گھر نہیں جہاں تمام دنیا سے لوگ آتے ہوں۔ اور اس پہلو سے حضرت محی الدین ابن عربی کو جو خدا نے دکھایا معلوم ہوتا ہے بہت ہی پرانا گھر ہے جس کو اس غرض سے تعمیر کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہاں پیدا ہوں۔ اور جس طرح ابتدا میں بنی نوع انسان کو اکٹھا کرنے کے لئے بنایا گیا تھا اسی طرح آخر پر روحانی لحاظ سے بھی تمام بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا جائے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ ہوگا۔ پس یہ خطبہ دینے کے بعد میں بعض روایتوں کو اب چھوڑ دیتا ہوں۔ میرے نزدیک جو باتیں میں آپ کو سمجھانی چاہتا تھا ،یاد کروانی چاہتا تھا وہ میں نے بیان کردی ہیں۔

اب میں سب جماعتوں کو عید مبارک کا پیغام دینا چاہتا ہوں۔ عید مبارک کی چٹھیاں مجھے موصول ہو رہی ہیں مثلاً مرکز ربوہ سے مختلف انجمنوں کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے چٹھیاں آئی ہیں۔ ہمارے خاندان کے بہت سے بچے ہیں جنہوں نے عید مبارک بھیجی ہے۔ دنیا بھر سے مختلف امراء نے بھی تاریں دی ہیں۔ غرضیکہ عید مبارک کا یہ اتنا بڑا سلسلہ ہے کہ خواہش کے باوجود بھی میں انفرادی طور پر سب کو جواب نہیں دے سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے یہ سہولت مہیا فرمادی ہے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ جب میں یہاں بولتا ہوں تو اس وقت سب لوگ میرے جواب کو سن رہے ہونگے۔ تو آپ سب کو جو اس خطاب کو سن رہے ہیں یا اس کی خبر ان کو بعد میں پہنچے عید مبارک ہو، ہم سب کی طرف سے جو یہاں حاضر ہیں ان کی طرف سے بھی اور خود میری طرف سے ذاتی طور پر اور ساری جماعت کی طرف سے جو عالمگیر ہے آپ سب کو عید مبارک ہو۔ اس کے بعد جیسا کہ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں شہدائے احمدیت اور ان کے پسماندگان کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔ یہ دعا جو یہاں ہوگی یہ تو مختصر ہوگی مگر جو دعائیں آپ کرتے رہتے ہیں اور روزانہ جن کو تہجد کی توفیق ہے وہ بھی دعا کرتے ہیں آپ کی دعاؤں کے سب سے زیادہ محتاج آج کل اسیران راہ مولا اور شہداء احمدیت کے پسماندگان ہیں۔ پس ان کو اپنی دعاؤں میں بہت بہت یاد رکھیں اللہ آپ سب کا حامی وناصر ہو۔

اب میں سمجھتا ہوں کہ جمعہ کے متعلق جو ابھی اس کے بعد جمعہ کا خطبہ دیا جانے والا ہے وہ بھی میں آپ سے عرض کردوں کہ اس کے متعلق میں نے کچھ چھوٹا سا مواد اکٹھا کیا ہے زیادہ دیر آپ کو مصروف نہیں رکھنا چاہتا۔ تو اگر وقت ہو گیا ہے تو میں ابھی نیچے بیٹھوں گا پھر کھڑے ہو کر دعا کرواؤں گا اور کھڑے ہو کر خطبہ ثانیہ میں نے پڑھنا ہے اس کے بعد آپ دعا میں میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔ پھر کچھ توقف کے بعد ہم جمعہ پڑھنا شروع کر دیں گے۔ آج جمعہ کا دن ہے اور آج بھی خاص جمعہ ہے دسویں کا جمعہ ہے تو اس پہلو سے اللہ کی عجیب شان ہے۔ وہ کیا چاہتا ہے وہی اس کی تقدیر ہی بہتر جانتی ہے مگر یہ بہت ہی بابرکت عید ہے، بہت ہی بابرکت جمعہ کا دن ہے۔ پس انشاءاللہ ہم جمعہ کے ساتھ عصر کی نمازیں بھی جمع کرلیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ بڑی کثرت سے دور دور سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ عید کی تیاری میں مہمان نوازی وغیرہ کے لئے ان کو بہت وقت درکار ہوگا اس لئے ان مسافروں کی خاطر ہم انشاءاللہ جمعہ ادا کر چکیں گے تو عصر کی نماز بھی ساتھ ہی پڑھ لیں گے۔ اس کے بعد جیسا کہ میرا رواج ہے میں چند لحات کے لئے لجنہ کے خیمہ میں بھی جاؤں گا اور ان کو بھی السلام علیکم اور عید مبارک کہوں گا اور اس کے بعد پھر آپ سب کو آزادی ہے جیسا بھی آپ نے انتظام کر رکھا ہے اس کے مطابق قربانیاں پیش کریں یا قربانیوں کا گوشت پیش کریں جو بھی آپ کا پروگرام ہے اس کے مطابق عمل ہو۔ دعا کرلیں۔

(دعا کے بعد نماز جمعہ کے لئے اذان دی گئی اور بعدازاں حضور ایدہ اللہ نے مختصر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو اسی صفحہ پر درج ہے)

خطبہ جمعہ

عام طور پر جب سورج عین سر پر ہو تو نماز پڑھنے کی مناہی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز نصف النہار کے وقت پڑھنے کی اجازت دی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

فرمودہ ۱۷؍مارچ ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۷؍امان ۱۳۷۹ھ ہجری شمسی بمقام اسلام آباد۔ ٹلفورڈ، (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

چونکہ آج جمعہ کے بعد عصر کی نماز بھی جمع ہوگی اور جمعہ سے پہلے دو سنتیں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مطابق ضرور ادا کرنی چاہئیں تو عصر کے بعد عام طور پر یہ سنتیں نہیں پڑھی جاتیں۔ اس لئے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ لوگوں کو میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں کھڑے ہو کے۔ مجھے بھی سنتیں ادا کرنی ہیں اس لئے انتظار کرلیں جب جمعہ کے خطبے کے بعد میں سنتیں ادا کروں گا نماز سے پہلے، اس وقت آپ سب لوگ بھی اپنی اپنی سنتیں ادا کرسکتے ہیں۔ اس کے بعد پھر انشاءاللہ نماز جمعہ ہوگی۔

اب نصف النہار کا وقت تو گزر بھی چکا ہے اور اس پہلو سے کوئی ایسا مسئلہ نہیں کہ سورج عین سر پر ہو تو نماز پڑھنے کی جو مناہی ہے ہم اس مناہی کا اس پہلو سے خیال کریں کہ بچ سکیں کہ جب نماز پڑھ رہے ہوں تو سورج سر پر نہ ہو۔ لیکن عجیب اتفاق ہے کہ اس پہلو سے جب میں نے بعض احادیث کا مطالعہ کیا تو جمعہ کے دن ایسی کوئی مناہی نہیں ہے اور جمعہ پڑھنے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے واضح رخصت فرمائی ہے کہ جمعہ کی نماز کے وقت جب سورج سر پر آچکا ہو تو اس کا کوئی حرج نہیں۔ باقی اوقات میں خیال رکھا کرو مگر اس وقت اس کا کوئی نقصان نہیں ہے۔

چنانچہ ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ میں یہ حدیث ہے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جمعہ کے دن کے علاوہ نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ یوم الجمعۃ قبل الزوال)

"جمعہ کے دن کے علاوہ" یہ خاص توجہ کے قابل ہے کہ نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے لیکن جمعہ کے دن نہیں۔ جمعہ کے دن نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے کی اجازت دیا کرتے تھے۔

اسی طرح ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ سے یہ دوسری حدیث بھی لی گئی ہے کہ حضرت إیاس بن سلمہ بن الاکوَعَ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھ کر چلے جاتے تھے اور دیواروں کا کوئی سایہ نہیں ہوتا تھا، یعنی جمعہ پہلے پڑھنا بھی جائز ہے یعنی ابھی دیواروں کا سایہ نہ شروع ہوا ہو یعنی نصف النہار سے پہلے کا وقت ہے تو دونوں صورتوں میں جمعہ کے دن یہ پابندیاں نہیں ہیں۔ لیکن آج تو حسن اتفاق کہہ لیں کہ ویسے ہی اب پابندیاں باقی نہیں رہیں تو آج یہ دو حدیثیں صرف میں نے آپ کے سامنے رکھنی تھیں۔ یہ بیان کرنے کے بعد اب میں خطبہ ثانیہ کے لئے بیٹھ جاتا ہوں۔

بقیہ:مسیح کی آمد ثانی از صفحہ ۴

نہ ہو لیکن کتاب استثناء ۲۲:۱۸ کے رو سے تو وہ کذاب اور مفتری علی اللہ ثابت ہوتا ہے بلکہ خود یسوع نے بھی اسی کے ہمرنگ تعلیم دی ہوئی ہے کہ جھوٹا نبی مارا جاتا ہے۔ یہاں تو صرف مارا جانا ہی نہیں مانا جاتا بلکہ صلیب پر مارا جانا بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ بائبل کی رو سے جو کاٹھ (صلیب) پر مارا جاتا ہے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ اگر یسوع کا صلیب پر مرنا تسلیم کیا جائے تو یہ بھی ماننا ضروری ہوگا کہ وہ لعنتی موت سے مرا۔ لیکن عیسائی لوگ اسے لعنتی سمجھنے میں ذرا تامل نہیں کرتے اور غور نہیں کرتے کہ لعنت کا مفہوم کیسا برا ہے۔ لعنت اگرچہ چار حروف کا ایک لفظ ہے جو بآسانی ہونٹوں سے نکل سکتا ہے لیکن اس کا صحیح مفہوم نہایت ہی خطرناک ہے۔ اگر عیسائی صاحبان اس کے مفہوم کو سمجھنا چاہیں تو یہ ایک ہی واقعہ سے اس کو سمجھ سکتے ہیں۔ کیا وہ اس ایک کو نہیں جانتے جو ملعون ہوا تھا؟ اس کو عام طور پر شیطان کہا جاتا ہے اور اس کو ہی ملعون کہا گیا تھا۔ شیطان کے حال کو دیکھ کر ملعون کے مفہوم کو وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کسی کی نسبت یہ کہنا کہ وہ لعنتی ہو گیا ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ شیطان بن گیا ہے۔ وہ خدا کا دشمن ہو گیا ہے۔ اور خدا کے غضب میں ماخوذ ہو گیا ہے۔ مسیح کی نسبت ایسا اعتقاد رکھنا کہ وہ گویا شیطان ہو گیا ہے اور خدا کا دشمن ہو گیا ہے اور خدا کے غضب میں گرفتار ہو گیا اور خدا سے دور اور خدا اس سے دور ہو گیا، کفر نہیں تو اور کیا ہے؟ ہم تو گمان بھی نہیں کر سکتے کہ عیسائی لوگ اپنے آقا کی نسبت ایسے مفہوم کے پیدا ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوں کہ وہ گویا شیطان ہو گیا تھا۔ اگر یہ مانا جائے کہ وہ شیطان نہ ہوا تھا تو پھر ماننا پڑے گا کہ وہ لعنتی نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں۔ اور ایک ہی طور کے وصفی نام ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرا۔

اس بات کو ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا اور آسمان پر نہیں چڑھا تو پھر سوال ہوگا کہ باقی زندگی کے ایام اس نے کہاں بسر کئے۔ اگرچہ مسیح کی باقی زندگی کے حالات کے نہ معلوم ہونے کا یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا کہ وہ آسمان پر چڑھ گیا۔ کیونکہ دنیا میں اور بھی بہت لوگ ایسے گزرے ہیں جن کی نسبت یہ معلوم نہیں کہ وہ کہاں رہے اور کہاں مرے اور اس وجہ سے ان کا آسمان پر جانا نہیں مانا جاتا۔ لیکن مسیح کے گلیل میں پہنچ کر حواریوں کو مختلف علاقوں میں روانہ کرنے کے بعد خود وہاں سے ہجرت کرنے کے بعد کے واقعات ایسے نہیں کہ دنیا کو معلوم نہ ہوں۔ البتہ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس زمانہ میں وہ حالات بروئے کار آکر عیاں ہو رہے ہیں اور بہت ساری نئی باتیں بھی طشت از بام ہو رہی ہیں۔ مسیح کے صلیب پر مرنے اور زندہ آسمان پر چڑھنے اور کفارہ کے لئے لعنتی ہونے اور خدا بننے کے سخت کذب آمیز معتقدات کے مفاسد حد انتہائی کو پہنچ چکے ہیں۔

اب ارادہ الٰہی ہو گیا ہے کہ اس جھوٹ کو تباہ کر دیوے اور اس کے گزند سے خلق کو بچاوے۔ اس لئے اس نے وہ یقینی ثبوت عیاں کر دئے ہیں کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یسوع فی الحقیقت آسمان پر نہیں چڑھا تھا۔ ملک کشمیر کے دارالخلافہ شہر سری نگر کے محلہ خانیار میں ایک پرانی قبر موجود ہے جس کو ''نبی صاحب'' کی مزار ''شہزادہ نبی'' کی مزار اور ''یوز آسف نبی'' کی مزار بھی کہتے ہیں۔ اس کی نسبت یہ روایت مستند طور پر ان میں موجود ہے کہ وہ کسی مغربی ملک سے وہاں تشریف لائے تھے اور قریباً انیس سو برس سے ان کی قبر وہاں موجود ہے۔ تاریخوں اور زبانی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ان پر ایک کتاب بھی نازل ہوئی تھی جس کو بشریٰ کہتے تھے۔ اب یہ لفظ بشریٰ عربی اور عبرانی زبانوں میں مشترک طور پر آتا ہے اور اس کے معنے انجیل یعنی خوشخبری کے ہیں۔ اس بشریٰ میں اس نبی کی تعلیمات بھی لکھی ہوئی ہیں جو اکثر موجودہ اناجیل سے ملتی جلتی ہیں۔ یہ نبی جو انیس سو سال سے سرینگر میں مدفون ہے تمثیلوں میں باتیں کرتا تھا۔ اور ہم نے دیکھا ہے کہ اکثر تمثیلیں انجیلی تمثیلوں کے مشابہ ہیں۔ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ شہزادہ نبی یسوع کے سوا اور کسی نے کہلانا پسند نہیں کیا۔ اس لئے یہ وہی یسوع مسیح صاحب ہیں اور یہ گمان کرنا کہ یہاں کوئی ہندوؤں کا رشی منی دفن ہوگا غلط ہے کیونکہ وہ نبی کے نام سے موسوم ہیں اور یہاں نبی بدوں اسرائیلی گھرانے کے دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہندوؤں کے بزرگوں کو نبی کے نام سے کبھی نہیں پکارا گیا۔ نبی تو زبان عربی اور عبرانی کا لفظ ہے۔ ہندوؤں میں اس کے ہم معنی اور الفاظ ہیں اور ان کے بزرگ انہیں اسماء سے مشہور ہیں جو زبان سنسکرت میں آتے ہیں۔ باقی رہے مسلمان سو مسلمانوں کا ایک نبی گزرا ہے جو سب نبیوں کا سردار اور پہلوں پچھلوں کا مقتداء تھا (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) ان کا زمانہ بھی بہت پیچھے کا ہے اور ان کا مدفن معلّٰی بھی معلوم ہے اور ان کے بعد مسیح موعودؑ سے پہلے کوئی نبی نہیں گزرا۔ پس اسرائیلی گھرانے کے نبی کی قبر ہے اور اس کے زمانہ اور نام اور کاموں سے فیصلہ ہوتا ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام ابن مریم کا مدفن ہے۔ یہ بات کہ یہ مدفون انیس سو سال گزرے ہیں کہ مغرب کی طرف سے یہاں آیا اور یہ کہ اپنی کتاب کا بشریٰ نام رکھا اور یہ کہ وہ تمثیلوں میں باتیں کرتا تھا جس میں سے بعض موجودہ اناجیل کی تمثیلوں سے ملتی جلتی ہیں۔ اور یہ کہ اس کی تعلیم انجیل کی تعلیم کے مشابہ ہے اور یہ کہ وہ شہزادہ کہلاتا تھا صاف ثابت کرتی ہے کہ یہ نبی حقیقت میں یسوع مسیح ہی تھا۔ پھر جب ہم یہودیوں کے منصوبوں کی طرف دیکھتے ہیں اور یسوع مسیح کی مغلوبانہ حالت اور اپنے وطن مالوف سے بھاگ کر کسی ایسے علاقہ میں پناہ لینے کی ضرورت جہاں پر یہودی پہنچ ہی نہ سکیں اور اس کی ہوا تک بھی سن نہ پاویں پر غور کرتے ہیں تو اس بات پر یقین زیادہ واثق ہو جاتا ہے۔

ایک اور امر اس بات کو اور بھی صاف کر دیتا ہے۔ مسیح کے مشن میں یہ بات بھی داخل تھی کہ بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو جمع کرے۔ یعنی اسرائیلی فرقے متفرق ہو کر شام سے گم ہو گئے ہوئے تھے انہیں جمع کرے۔ ریویو آف ریلیجنز کے متواتر مضامین میں یہ امر ثابت کر کے دکھا دیا گیا ہے کہ کشمیری اور افغان لوگ بنی اسرائیل کے ان گمشدہ فرقوں کی نسل سے ہیں۔ یسوع مسیح تمام بنی اسرائیل کی طرف نبی ہو کر آیا تھا۔ ان کی نبوت صرف ان دو قبیلوں کے لئے محدود نہ تھی جو شام میں موجود تھے بلکہ ان سب کی طرف بھی وہ نبی تھے جو وہاں سے نکل کر مشرقی ملکوں میں جا آباد ہوئے تھے اور بنی اسرائیل کی طرف نبی ہونے کی وجہ سے اس کا فرض تھا کہ وہ دس گمشدہ قبائل بنی اسرائیل کو بھی پیغام الٰہی پہنچاوے جس کی تبلیغ کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ پس یہ ضروری تھا کہ شام کے رہنے والے دونوں قبیلوں کو تبلیغ کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو سمجھا جاتا کہ وہ اپنے منصب کے فرض کو پورا کرنے سے قاصر رہا۔ مسیح کی ہجرت کے مذکورہ بالا مقاصد کی تائید یسعیاہ ۵۳:۵ سے بھی ہوتی ہے۔ کتاب جیوئش انسائیکلوپیڈیا جلد ۵ صفحہ ۲۱۴ کے پڑھنے سے واضح ہوتا ہے کہ طالمود میں یہ پیشگوئی درج ہے کہ یسوع مسیح جب ظاہر ہوگا تو پھر کچھ عرصہ بعد گم ہو جاوے گا اور نوّے دن اس کا پتہ نہ لگے گا۔ یہ گمنامی کا زمانہ ہوگا۔ ان نوّے دنوں سے حضرت مسیح کی عمر کے پچھلے نوّے سال مراد ہیں۔ ایسا ہی آنحضرت سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایک حدیث مروی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ برس ہوئی تھی جو طالمودی روایت کی تائید کرتی ہے یعنی ۳۰ سال شام میں رہا اور ۹۰ سال وہاں سے گم ہو کر نصیبین، افغانستان، پنجاب اور کشمیر میں رہ کر بادہ حیات لبریز کیا اور سرینگر میں مدفون ہوا۔

غرض اب مسیح کو آسمان پر زندہ تلاش کرنا غلطی ہے۔ وہ تو خانیار کے محلّہ میں اپنی قبر کے اندر لیٹا ہوا ہے۔ اسے آسمانوں سے بادلوں پر سوار اور فرشتوں اور نرسنگے بجانے والوں کے لشکروں کے ساتھ اترتے دیکھنے کی انتظاری کچھ سود نہیں دے گی۔ وہ طبعی موت سے فوت ہو چکا ہے اور اس کا زندہ ہونا ناممکن ہے۔

اسی طرح ایلیا کے دوبارہ نزول سے کوئی دوسرا شخص اس کی روح اور اخلاق پر اترنا مراد تھا۔ اسی طرح اس کے دوبارہ نزول سے کسی ایسے شخص کا اترنا مراد ہے جو اس کے اخلاق اور قوت روحانیت پر نازل ہوگا۔ اور وہ موعود اب آ چکا ہے جو آپ لوگوں کے درمیان ہے اور جو ٹھیک وقت مقررہ پر نازل ہوا ہے۔ اس کے ساتھ اپنی صداقت کے ثبوت اسی طرح موجود ہیں جس طرح پہلے نبیوں کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔ اگر آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان ہے تو آپ کو میرزا غلام احمد صاحب کی نبوت پر بھی لازماً ایمان لانا پڑے گا۔

(بشکریہ :ریویو آف ریلیجنز (اردو) جلد ۶ نمبر ۱ جنوری ۱۹۰۷ء)

کفالت یتامیٰ کی مبارک تحریک

جو دوست یتامیٰ کی خبرگیری اور کفالت کے خواہشمند ہوں ایسے احباب سے گزارش ہے کہ وہ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی ماہوار مقرر کرنا چاہیں اس کی اطلاع دفتر کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ کو دے کر اپنی رقوم ''امانت یکصد یتامیٰ'' صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں۔ ایک یتیم بچے کی کفالت کا اندازہ خرچ ۵۰۰ روپے سے ایک ہزار روپے ماہوار ہے۔ اس وقت بفضل تعالیٰ ۱۲۰۰ یتامیٰ کمیٹی کے زیر کفالت ہیں۔

(سیکرٹری کمیٹی یکصد یتامیٰ
دارالضیافت ربوہ)

TOWNHEAD PHARMACY

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

FOR ALL YOUR PHARMAECUTICAL NEEDS

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV

You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98.
To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.

At the moment, we are running the following offers:

NOKIA 9600 £255+ *Digital LNBs from £19+*
HUMAX CI £220+ *Dishes from 35cm to 1.2m*

These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com

MAIL ORDER · EXPORT · BANGLA TV · skydigital · ZEE TV · SONY Entertainment Television · Prime

+ All prices are exclusive of VAT

تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول کماسی (گھانا) میں

گولڈن جوبلی کی تقریبات

(رپورٹ: فہیم احمد خادم)

خداتعالیٰ کے فضل سے تعلیم الاسلام احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی (گھانا) کے قیام پر ۵۰ سال مکمل ہو رہے ہیں۔ اس خوشی میں حضور پرنور ایدہ اللہ کی اجازت سے اس کی گولڈن جوبلی منائی جارہی ہے۔ قبل اس کے کہ جوبلی کی تقریبات سے متعارف کروایا جائے، اس سکول کی مختصر تاریخ عرض ہے۔

آج سے پچاس سال قبل مسلمان اپنے بچوں کو انگریزی اور سیکولر تعلیم دلوانے کے ہرگز روادار نہ تھے بلکہ اسے غیر اسلامی قرار دیتے تھے۔ لہٰذا سکول کی ابتدا میں بڑی تگ ودو کے ساتھ، گاؤں گاؤں جاکر طلباء کو سکول میں لانا پڑا۔

اس سکول کے اجراء کے لئے پاکستان کے مکرم ڈاکٹر سفیرالدین صاحب (جو لندن سے پی ایچ ڈی کر کے ابھی فارغ ہوئے تھے) لندن سے مورخہ ۲۲؍دسمبر ۱۹۴۹ء کو غانا تشریف لائے اور چند ہفتوں کے اندر اندر ۳۰؍جنوری ۱۹۵۰ء کو کماسی شہر میں ٹی آئی احمدیہ پرائمری سکول کے دو کمروں میں اس سکول کا اجراء کر دیا۔ ابتداء میں طلباء کی تعداد ۶۰ تھی۔ ضمناً یہ بھی عرض ہے کہ انہی دنوں محترم پروفیسر سعود احمد خان صاحب پاکستان سے غانا تشریف لائے تھے انہوں نے وائس پرنسپل کے طور پر فرائض سرانجام دئے۔

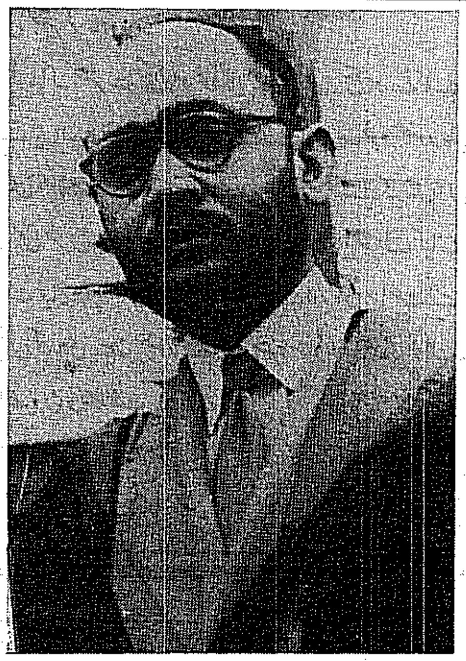

مکرم ڈاکٹر سفیرالدین احمد صاحب مرحوم

اشانٹی ریجن کے بادشاہ Otumfuo Sir Osei Agyemang Prempeh II نے سکول کے لئے موجودہ جگہ مرحمت فرمائی۔ نیز یکم مارچ ۱۹۵۳ء کو سکول کی مستقل عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اور سکول کے لئے یک صد پاؤنڈ کا عطیہ بھی پیش کیا۔ تقریب کے آخر پر محترم مولانا نذیر احمد صاحب، امیر و مشنری انچارج غانا نے دعا کروائی۔

سکول کے اعلیٰ معیار تعلیم سے متاثر ہو کر ازراہ شفقت گھانا کے پہلے صدر ڈاکٹر کوامے نکروما (Dr.Kwame Nkrumah) نے ۲۳؍اکتوبر ۱۹۵۳ء کو سکول میں تشریف لاکر طلباء اور سٹاف کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

جلد ہی سکول نے اپنے اعلیٰ تعلیمی معیار کے باعث ۱۹۶۵ء میں اے لیول (Advance Level) کا درجہ حاصل کر لیا۔

اس سکول کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان اقدس کے محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب بھی اس کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ سکول کو ایک خاص امتیاز یہ حاصل ہے کہ یہ بیرون پاک وہند جماعت احمدیہ کی طرف سے کھولا جانے والا اعلیٰ تعلیم کا پہلا ادارہ ہے۔

سکول کے ابتدائی طلباء میں مندرجہ ذیل اہم شخصیات تھیں:

۱۔ محترم مولانا عبدالوہاب بن آدم، امیر و مشنری انچارج غانا۔

۲۔ محترم محمد اسمٰعیل آڈو صاحب جو ایتھوپیا میں غانا کے سفیر رہے ہیں۔

۳۔ محترم مدثر ابی اللہ (Mo.Muddathir Abiullah) (جو بعد میں نائجیریا کے سفیر رہ چکے ہیں)

۴۔ محترم آئی کے غیاثی (Mr I.K. Gyasi) صاحب (سابق ہیڈ ماسٹر ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی)

۵۔ Mr.Paul Osei Mensa یہ غانا کی نیشنل ٹیچرز ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری رہے ہیں۔

۶۔ Rev.Dr. Sam Prempeh یہ Presbyterian Church of Ghana کے ماڈریٹر ہیں۔

اس سکول کے فارغ التحصیل طلباء غانا میں ہر اعلیٰ سطح پر شعبہ صحت، قانون، صحافت وغیرہ میں اہم شعبہ میں خدمت بجالا رہے ہیں۔ ان میں سے چند نمایاں نام یہ ہیں:

۱۔ Mr,Charles Adjei (یہ گھانا واٹر اینڈ سیورج کارپوریشن کے مینیجنگ ڈائریکٹر ہیں)۔

۲۔ Mr.Edward Salia (یہ روڈ اینڈ ٹرانسپورٹ کے وزیر ہیں)

۳۔ Mr.Awudu Tinorga (یہ میڈیکل سروسز کے ڈائریکٹر ہیں۔

۴۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر محمد ابراہیم اور Dr.Disory بالترتیب ویسٹرن ریجن اور سنٹرل ریجن کے ریجنل ڈائریکٹر آف ہیلتھ ہیں۔

اس سکول میں تمام طلباء بلاامتیاز رنگ ونسل ومذہب وملت آزادانہ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس سکول نے نہ صرف تعلیمی میدان میں ترقی کی بلکہ کھیلوں کے میدان میں بھی کئی ایک ایسے کھلاڑی پیدا کئے جو ملک گیر شہرت حاصل کر چکے ہیں۔

اس سکول سے متاثر ہو کر حکومت نے اس کے نزدیک سے گزرنے والی سڑک کے نام "مولوی حکیم سٹریٹ" (یہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن حکیم صاحب مبلغ سلسلہ کے نام پر ہے) اور "احمدیہ سٹریٹ" رکھ دئے ہیں۔

اس سکول کا ڈسپلن اپنی مثال آپ ہے۔ گزشتہ پچاس سال میں ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ اس سکول کے طلباء نے کسی قسم کا بائیکاٹ یا احتجاج کیا ہو حالانکہ دوسرے سکولوں میں آئے دن ایسے احتجاجی مظاہرے ہوتے رہتے ہیں جن میں طلباء

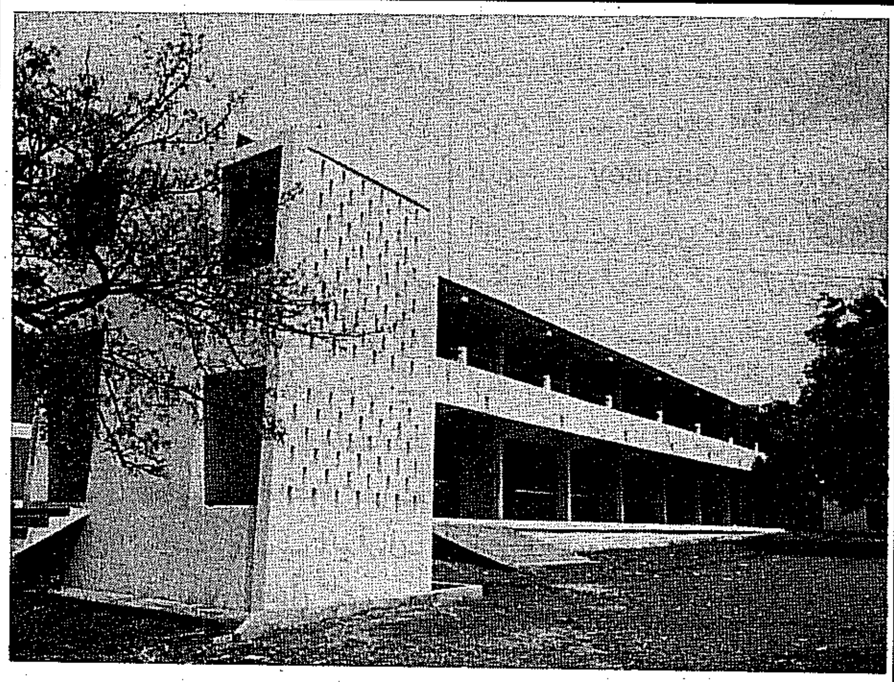

ٹی آئی احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول کماسی (گھانا) کی لائبریری

سکول کی املاک کا بے حد نقصان کرتے ہیں اور اساتذہ کے ساتھ بھی بدتمیزی سے پیش آتے ہیں۔

۱۹۷۵ء میں جماعت احمدیہ غانا نے نہایت شان وشوکت سے اس سکول کی سلور جوبلی منائی تھی جس میں ملک کی کئی نامور شخصیات اور پیراماؤنٹ چیفس نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں پاکستان سے محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب (سابق ہیڈ ماسٹر)، مکرم پروفیسر سعود احمد خان صاحب (پہلے وائس پرنسپل جو لمبا عرصہ سکول میں تعلیمی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں) اور محترم ڈاکٹر سفیرالدین مرحوم کے صاحبزادے مکرم طاہر سفیر صاحب نے بھی شرکت کی۔

اب خدا کے فضل سے ۳۰؍جنوری ۲۰۰۰ء کو اس سکول کے قیام پر پچاس سال پورے ہونے پر اس خوشی میں سکول نے انتہائی شان کے ساتھ گولڈن جوبلی منانے کا پروگرام بنایا۔ ان تقریبات کا Theme ہے:

"Enhancing Education in Ghana - Ahmadiyya Factor"

(ملک میں تعلیم کے فروغ کے لئے جماعت احمدیہ کا کردار)

یہ رنگارنگ تقریبات قریباً سارا سال جاری رہیں گی ان میں مندرجہ ذیل متنوع پروگرام شامل ہیں:

ریڈیو اور ٹی وی پر مباحثے، "Theme" کے حوالے سے لیکچرز، کھیلوں کے مقابلے، نمائشیں، وقار عمل اور عطیۂ خون کے پروگرام وغیرہ۔ ان تقریبات کا نکتۂ عروج ستمبر میں منعقد ہونے والا "Speech & Prize giving Day" ہوگا جس کے ساتھ یہ تقریبات اپنے اختتام کو پہنچیں گی۔ اس میں سابق اساتذہ اور ہیڈ ماسٹر صاحبان کے علاوہ کئی معزز شخصیات شامل ہونگی۔

مورخہ ۳۰؍جنوری ۲۰۰۰ء کو ان تقریبات کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس اہم تقریب کے صدر مجلس محترم مولانا عبدالوہاب بن آدم، امیر و مشنری انچارج غانا تھے جبکہ مہمان خصوصی اشانٹی ریجن کے ریجنل منسٹر آف ایجوکیشن Mr.A.A. Dramani تھے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

ٹی آئی احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول کماسی کے مختلف بلاکس میں سے تعمیر ہونے والا پہلا بلاک

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

(سید میر محمود احمد ناصر)

مسیحی مفکرین کی طرف سے جو اعتراضات بار بار مسلمانوں کے خلاف دہرائے جاتے ہیں ان میں ایک اعتراض غلامی کی انسٹی ٹیوشن (Institution) کے بارہ میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسلام نے غلامی کی تعلیم دی اور اس کو فروغ دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے صرف جارحانہ حملہ کرنے والی فوج کے سپاہیوں کو قید کرنے کی اجازت دی اور اس کے بارہ میں بھی یہ حکم دیا کہ انہیں بطور احسان آزاد کر دیا جائے یا تاوان لے کر چھوڑ دیا جائے۔

اس کے بالمقابل حضرت مسیح ناصریؑ کے ظہور کے وقت غلامی کا نظام اپنے عروج پر تھا مگر حضرت مسیح ناصریؑ نے اناجیل میں ایک فقرہ بھی، ایک لفظ بھی غلامی کے خلاف نہیں کہا، نہ ہی ایک ذرہ بھی غلاموں سے حسن سلوک کی ہدایت دی۔ جبکہ ہمارے نبی ﷺ نے رائج الوقت غلاموں سے حد درجہ حسن و احسان کے سلوک کی تاکید فرمائی۔

مسیحی مفکرین انجیل کی اخلاقی تعلیم پر بہت زور دیتے ہیں اور اس کو یگانہ روزگار قرار دیتے ہیں مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ حضرت مسیح ناصریؑ نے اپنے زمانہ کے دو مظلوم طبقوں یعنی غلاموں اور عورت کے حق میں بحیثیت غلام اور بحیثیت عورت ایک لفظ بھی ارشاد نہیں فرمایا۔ مسیحی مفکرین کے بارہ میں بار بار تجربہ ہو چکا ہے کہ جب وہ پورے زور سے اسلام اور مسلمانوں پر اعتراض کریں تو دراصل وہ اپنی تعلیمات کی پردہ پوشی کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔

۱۹۹۶ء میں کیمبرج یونیورسٹی پریس کی طرف سے ایک کتاب "Ideas of Slavery from Aristotle to Augustine" شائع ہوئی جس کے مصنف Peter Garnsey ہیں۔ اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے David Noy موقر رسالہ جرنل آف تھیولوجیکل سٹڈیز کے اپریل ۱۹۹۸ء کے شمارہ میں لکھتے ہیں:

"پہلی صدی قبل مسیح اور پہلی صدی عیسوی ایسا دور ہو سکتا ہے جس میں قدیمی دنیا میں سب سے بڑی تعداد میں غلام بنائے گئے ہوں........ Garnsey کی کتاب کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ بتاتی ہے کہ یہود اور مسیحی جو غلامی پر بات کرتے ہیں اپنے سے پہلے بے دین لوگوں کے نظریات سے بہت متاثر تھے گو کچھ ان کے اپنے تصورات بھی ہیں۔ ممکن ہے کہ (یہودی مصنف) فائلو اور (مسیحی پیشوا) پولوس غلامی کے نظام کی تائید کے لئے اخلاقی سہارا مہیا کرنے کے ضرر رساں فعل میں ارسطو سے بھی زیادہ موثر ثابت ہوئے ہوں.......... Garnsey نے جو (یہود و مسیحی) عبارتیں دی ہیں ان میں شاید کہیں کہیں غلامی پر تنقید کا اشارہ مل جائے مگر دراصل وہ تنقید نظام غلامی پر نہیں بلکہ برے مالکوں پر تنقید ہے اور مالکوں کو غلاموں سے اچھے سلوک کی تلقین اس لئے ہے کہ خود مالکوں کا مفاد اس میں ہے۔.......... اس کتاب میں ایک مضمون جو بار بار بیان ہے "نیچرل غلام" کا یعنی وہ شخص جس کا غلام ہونا خود اس کے لئے حقیقتاً مفید ہے۔ یہ تصور ارسطو تک محدود نہیں بلکہ Garnsey نے اس کا سراغ یہودی مسیحی روایات سے عیسو (کی نسل کے) یعقوب (کی نسل) کی غلامی میں نکالا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو اس تصور کو مانتے تھے ان کے نزدیک نیچرل غلام کوئی اور تھا۔ کوئی لکھنے والا اپنے آپ کو یا اپنی نسل کو یا تمدن سے تعلق رکھنے والے کو نیچرل غلام سمجھنے کے لئے تیار نہیں.......... (عیسائی بزرگ) آگسٹائن آزاد رومنوں کی ناقابل قبول غلامی اور آزاد غیر مسیحی بربری اقوام کی قابل قبول غلامی میں امتیاز کرتا ہے...... ...... مسیحی مصنف بے دین مصنفوں کی طرح غلاموں کو یہ تلقین کرنے میں پیچھے نہیں کہ انہیں اپنی غلامی قبول کر لینی چاہئے اور آرمینیا کے بشپ یوسٹا تھیس جس نے غلاموں کی یہ حوصلہ افزائی کی کہ وہ بھاگ جائیں اور راہب بن جائیں کی طرح کے مسیحیوں کا چرچ کی کونسلوں کی طرف سے مطعون ہونا قرین قیاس ہے.........."۔

(A Journal of Theological Studies. April 1998 P:335-338)

بقیہ: قادیان میں آنکھوں کا مفت میڈیکل کیمپ از صفحہ ۱۶

فہرست دیکھتے ہوئے محترم ڈی سی صاحب نے کہا کہ اس میں آپ کا ایک بھی مریض نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا صحت کا معیار بہت اچھا ہے۔

ڈاکٹر صاحبان نے ۸۰۰ مریضان کے چیک اپ کے بعد ۳۰ مریضان کو آپریشن کے لئے منتخب کیا جبکہ مجلس کی طرف سے ۵۰ مریضان کے آپریشن کا انتظام تھا۔ جملہ مہمانان کرام اور ڈاکٹر صاحبان کے کھانے کا انتظام لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں کیا گیا۔ الحمد للہ بہت ہی خوشگوار ماحول میں جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا اور مقامات مقدسہ کی زیارت کروائی گئی۔ اور ساتھ ہی ایم۔ ٹی۔ اے کے لئے انٹرویو بھی لئے گئے۔

مورخہ ۲۲ / مارچ کو صبح نو بجے مریضان کے آپریشن شروع ہوئے۔ ایوان خدمت میں مریضوں کی رہائش کا اور طعام کا انتظام تھا۔ تمام مریضان کو ادویات اور عینکیں مفت تقسیم کی گئیں۔ ۲۳ / مارچ کو پھر ڈاکٹر صاحبان نے آکر مریضوں کا معائنہ کیا اور ان کو ادویات دے کر گھر جانے کی اجازت دی گئی۔ مریضوں کو ان کے گھر تک مجلس کی گاڑی سے پہنچایا گیا۔ تمام مریضان نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ جس رنگ میں احمدی نوجوانوں نے ہماری خدمت کی ہے ایسی خدمت تو ہماری اولاد بھی نہیں کر سکتی۔ احمدیوں کا کیمپ انوکھا کیمپ ہے جہاں آپریشن فری، عینک فری اور قیام و طعام بھی فری۔ آپ ہر سال ہی کیمپ لگایا کریں۔ اور جاتے وقت سب مریضوں نے بہت دعائیں دیں۔

اس کیمپ کے انعقاد کی خبریں جالندھر ٹی وی اور مختلف اخبارات نے بھی فوٹوز کے ساتھ شائع کیں۔ اس کیمپ کے لئے محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مکرم عبدالحسن صاحب، مکرم قاری نواب احمد صاحب، مکرم مخدوم شریف صاحب، مکرم فاروق احمد منصوری صاحب پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر فرمائی تھی۔ ہر ایک ممبر نے اپنے فریضہ کو بہت ہی اچھے رنگ میں سرانجام دیا۔ اسی طرح قادیان کے خدام نے بھی بڑھ چڑھ کر خدمت سرانجام دی اور مریضوں کا ہر طرح سے خیال رکھا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس خدمت کو قبول فرمائے اور اس کے بہتر نتائج برآمد فرمائے۔

(شعیب احمد صدر آئی کیمپ کمیٹی)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تحریرات پیش فرمائیں جن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بزرگی اور فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ یہ بالکل غلط ہے کہ میں انبیاء و رسلؑ اور صلحائے امت کی تحقیر کرتا ہوں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ مثیل مسیح ہونے کا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ جس سے مشابہت کا دعویٰ کرتے ہیں اسے انتہائی گندہ قرار دے رہے ہوں۔ خود حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں اس کی عزت کرتا ہوں جس کا میں ہم نام ہوں اور مفتری ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ میں اس کی عزت نہیں کرتا۔

حضور نے بتایا کہ کس طرح یورپین مصنفین نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ آج جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کے عقائد کی اشاعت نہایت پرامن طریق پر ہو رہی ہے اور یہی جماعت ہے جو مسیحیوں کو حلقہ اسلام میں کھینچ لانے کے لئے پرزور کوشش کر رہی ہے۔ حضور نے ایک ہندوستانی اخبار کے حوالہ سے بتایا کہ دراصل عیسائی دنیا دوسرے مسلمانوں کے ذریعہ احمدیوں کی مخالفت کرتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آخر پر بتایا کہ احمدیت کا غلبہ انشاء اللہ بڑھتا چلا جائے گا اور مولویوں سے یہی کہتا ہوں کہ۔ ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا ☆ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

بقیہ: گولڈن جوبلی تقریبات از صفحہ ۱۱

سکول کی تعلیم اور کھیل کے میدان میں شاندار کارکردگی کو سراہا اور واضح اعتراف کیا کہ یہ ایسا بے مثال سکول ہے جس میں گزشتہ پچاس سال کے اندر طلباء کی طرف سے کسی قسم کا کوئی احتجاج یا بائیکاٹ نہیں ہوا۔ یہ اس کے شاندار نظم و ضبط کی ایک قابل تقلید مثال ہے۔

اس تقریب میں سابق طلباء کی طرف سے سکول سے محبت کے عجیب نظارے دیکھنے کو ملے۔ ایک سابق طالب علم نے سکول کے لئے دس (۱۰) ملین سیڈیز کا عطیہ پیش کیا۔ اسی طرح ایک اور طالب علم نے سکول کے لئے پچاس (۵۰) ملین سیڈیز کی خطیر رقم بطور عطیہ پیش کی۔

ایک اور سابق طالب علم نے اپنے پرانے استاذ مولوی عبدالحق صاحب کے غانا آنے اور واپس جانے کے جملہ اخراجات ادا کرنے کی پیشکش کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ تقریبات کے دوران مہمانوں کی آمد و رفت کے لئے ان کی دو Mercedes Bens پٹرول سمیت حاضر ہیں۔

تقریب کا ایک ایمان افروز نظارہ یہ تھا کہ جملہ طلباء کیا عیسائی اور کیا مسلمان سب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور درود شریف پر مشتمل Songs of praise پیش کرتے رہے۔ اور سب کی زبانوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے الفاظ تھے۔ اس تقریب کے آخر پر محترم مولانا عبدالوہاب بن آدم، امیر و مشنری انچارج غانا نے بھی خطاب فرمایا۔ آپ نے طلباء کو خوب محنت کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ طلباء، علمی میدان میں ترقی کر کے دنیا پر ثابت کریں کہ اسلام ہرگز، ہرگز سیکولر تعلیم کے مخالف نہیں ہے۔

یہ تو گولڈن جوبلی کی تقریبات کا آغاز ہے۔ قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ یہ ساری تقریبات بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچیں اور یہ احمدیہ سیکنڈری سکول دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین

Jalsa - London Special
Valid from 26-07-00 upto the 08-08-00
Only valid for Ahmadi Community
Frankfurt-London-Frankfurt DM 260,-
Hamburg-London-Frankfurt DM 260,-
For further bookings enquiries please phone
our local office in Frankfurt
M.Q.Travel Consultants
Tel: 069-79207620 — Fax: 069-79207622
E-mail Infoairport-ticketnet.de
www.airport-ticketnet.de

گنی بساؤ میں تبلیغی و تربیتی جلسوں کا انعقاد

جماعت بوبورین میں مسجد کے افتتاح کی تقریب

(رپورٹ:حمیداللہ ظفر ۔ امیر و مبلغ انچارج گنی بساؤ)

خداتعالیٰ کے فضل سے آج دنیا میں واحد جماعت احمدیہ ہی ہے جو کہ حقیقی اسلام کا پرچار دنیا کے کونے کونے میں کررہی ہے۔

گنی بساؤ میں جہاں پر چالیس فیصد سے زائد لامذہب لوگ ہیں ان میں ایک بڑا قبیلہ جو کہ بلانتا (Balanta) کہلاتا ہے کی تعداد سب قبائل سے زیادہ ہے ۔اب حال ہی میں جو موجودہ حکومت بنی ہے اس میں صدر مملکت اس بلانتا قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور پارلیمنٹ میں بھی انہی کی حکومت بنی ہے۔اس قبیلہ میں بھی اسلام کی تبلیغ کی جارہی ہے اور فرداً فرداً کامیابیاں حاصل ہوتی رہی ہیں لیکن گزشتہ دنوں ۷۰ افراد کو اکٹھے اسلام احمدیت میں داخل کرنے کی توفیق پہلی بار عطاہوئی ہے۔

اس سلسلہ میں مورخہ ۱۹/جنوری کو ایک نہایت پروقار تقریب کبوسانکی (Cabusanqe) مقام پر جو کہ ساؤتھ میں واقع ہے منعقد کی گئی جس میں اس علاقے سے بہت ساری جماعتوں سے احباب جماعت بھی تشریف لائے۔اس مقام (کبوسانکی) پر ایک مخلص داعی الی اللہ کو ان نومسلموں کی تربیت کے لئے متعین کردیا گیاہے۔

☆......☆......☆

۵/فروری کو سنچا سرُوا میں ایک بہت کامیاب تبلیغی وتربیتی جلسہ منعقد کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔اس جلسہ میں ۶۷۰۔احباب نے شرکت کی جو ۳۱ مختلف مقامات سے تشریف لائے تھے۔ ان میں سے ۱۸۹ احباب غیر از جماعت تھے جو کہ ۸ مختلف مقامات سے اس جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔اس جلسہ کا آغاز رات ۱۱ بجے ہوا اور صبح ۴ بجے تک یہ جلسہ جاری رہا۔اس دوران ایک دلچسپ مجلس سوال وجواب بھی منعقد کی گئی۔ تمام مہمانان کے لئے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔عبداللہ امبالو (Abdullah Mbalo) صاحب نے جلسہ کے انعقاد کے سلسلہ میں بہت محنت کی اور اسے کامیاب بنایا۔

☆......☆......☆

بافٹا (Bafata) ریجن میں سنچاجائے (Sinchjai) نامی جماعت میں عیدالفطر سے اگلے روز مورخہ ۱۰/جنوری کوایک کامیاب تبلیغی وتربیتی جلسہ منعقد کرنے کی توفیق عطاہوئی۔

اس جلسہ میں ۷۰۰ کے قریب احباب نے شرکت کی جن میں سے ۱۵۰ غیر از جماعت دوست تھے جو کہ ۹ مختلف دیہات سے تشریف لائے تھے اور ۲۲ جماعتوں سے احباب جماعت ان کے علاوہ تشریف لائے۔ کُل ۳۱ مقامات سے لوگ اس جلسہ میں شامل ہوئے ۔اس جلسہ میں ۱۷ معلمین نے شرکت کی۔ جلسہ کا آغاز رات ساڑھے دس بجے ہوا جو کہ صبح پانچ بجے تک جاری رہا۔اس جلسہ میں مختلف موضوعات پر تقاریر کی گئیں اور مہمانان کرام کو جماعت کا مکمل تعارف کروایا گیا اور سوال وجواب کا موقع بھی دیا گیا۔اس موقعہ پر تمام حاضرین جلسہ کے لئے کھانے کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔لوکل جماعت کے احباب نے بڑے تعاون اور خوش اخلاقی کے ساتھ مہمانوں کی خدمت کی۔

☆......☆......☆

آج خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ عالمگیر کو دنیا کے کونے کونے میں مساجد تعمیر کرنے کی توفیق عطاہورہی ہے۔جماعت احمدیہ گنی بساؤ بھی اس سعادت میں حصہ پارہی ہے اور اس ملک میں مساجد بناکران کو نمازیوں سے آباد بھی کررہی ہے۔

۴/فروری ۲۰۰۰ء بروز جمعۃ المبارک Calhau ریجن میں بوبورین (Boburine) نامی جماعت میں ایک چھوٹی مسجد جس میں ۱۵۰ نمازیوں کی گنجائش ہے کے افتتاح کی توفیق خاکسار کو عطا ہوئی۔اس موقعہ پر مختلف علاقوں سے ۲۲ جماعتوں سے ۸۰۰ کے لگ بھگ افراد نے اس بابرکت تقریب میں شرکت کی۔ مختلف جماعتوں سے لوگ ایک دن قبل ہی یہاں پہنچنا شروع ہوگئے تھے۔وہاں پر مہمانوں کے قیام وطعام کا انتظام کیا گیا تھا۔ فریم (Farim) کے کمشنر مکرم علی انجائی (Alionji) صاحب نے اس میں شرکت کی اور افتتاح کے بعد حاضرین سے خطاب کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تقریبات اور جلسوں کی رپورٹ مقامی ریڈیو اور اخبارات میں بھی مشتہر ہوئی اور یوں کثیر تعداد تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا۔ قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مساعی میں برکت دے اور ان کے شیریں اور دائمی پھل عطافرمائے۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینیجر)

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ: ہدایت زمانی ۔ لندن)

بارہ لاکھ عراقی دوائیں نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے

(عراق): عراق نے کہاہے کہ اقوام متحدہ کی جانب سے دس سال سے عائد شدہ پابندیوں کے باعث گزشتہ ماہ ۱۱ ہزار ۲۳۶ لوگ ہلاک ہوچکے ہیں جن میں زیادہ تعداد بچوں کی ہے جو جان بچانے والی اور ضروری دوائیں نہ ملنے کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے گئے۔

عراقی وزارت صحت کے مطابق حالیہ اعدادوشمار سے پتہ چلتاہے کہ عراق میں گزشتہ ۹ سالوں میں پابندیوں کے باعث ۱۲ لاکھ عراقی دوائیں نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے ہیں جبکہ اقوام متحدہ کی پابندیوں سے قبل ۱۹۸۹ء میں یہ تعداد صرف ۳۸۹ تھی۔

☆......☆......☆

انگلینڈ اور ویلز میں ہرسال ۲ لاکھ ۹۵ ہزار عورتوں کی آبرو ریزی ہوتی ہے

(انگلستان): انگلستان اور ویلز میں ہر سال ۲ لاکھ ۹۵ ہزار عورتوں کی آبروریزی ہوتی ہے یاان پر مجرمانہ حملہ کیا جاتاہے۔جو پولیس کے ریکارڈ میں موجود تعداد سے دس گنا سے بھی زیادہ ہے۔ گھریلو تشدد کے کیسز بڑھ رہے ہیں۔

وزیر امور خواتین مارگریٹ نے کہاکہ خواتین کو تشدد کے خوف کے بغیر زندگی گزارنے کا حق ہے۔ تشدد کی وجہ سے نہ صرف خواتین پر بلکہ ان کے اہل خانہ پر بھی تباہ کن اثر ہوتاہے۔یہ ناقابل برداشت ہے کہ ایک چوتھائی خواتین کو زندگی میں کبھی نہ کبھی گھریلو تشدد کا سامنا کرنا پڑتاہے۔

☆......☆......☆

دنیا بھر میں بیس لاکھ مسلمانوں نے حج ادا کیا

(سعودی عرب): دنیا بھر کے ۲۰ لاکھ مسلمانوں نے اس سال حج کی ادائیگی کی۔ شیطان کوکنکریاں مارنے ، خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور میدان عرفات میں خطبہ جمعہ سننے کے بعد قربانی کی گئی۔

منیٰ میں اس سال ۴۳ ہزار خیمے نصب کئے گئے تھے جو فائر پروف تھے اور ان میں ائرکنڈیشن کی سہولتیں فراہم کی گئی تھیں۔اس دفعہ مکہ میں دنیا کا سب سے بڑا مذبح خانہ بنایا گیاہے جس میں ایک وقت میں ۲ لاکھ تک جانور ذبح کرنے کی گنجائش ہے۔

☆......☆......☆

فرانس میں اسلام دوسرا بڑا مذہب بن گیا

(فرانس): اسلام آباد میں متعین فرانس کے سفیر یانگ گیراڈ نے کہاہے کہ اسلام فرانس کا دوسرا بڑا مذہب بن گیاہے۔ فرانس میں مسلمانوں کی تعداد ۴۵ لاکھ سے بڑھ گئی ہے ۔انہوں نے یہ بھی بتایاکہ فرانس میں چرچ کوریاست سے علیحدہ کر دیاگیاہے لیکن ہر شخص کے مذہب کا بہت احترام کیا جاتاہے۔

☆......☆......☆

۸۰ ہزار پاکستانی ایڈز کاشکار ہوگئے

(پاکستان): اقوام متحدہ کے ایڈز سے متعلقہ ادارے UNAIDS نے انکشاف کیاہے کہ پاکستان میں ۴۵۰۰۔افراد اور بچے ۱۹۹۷ء تک ایڈز کاشکار ہو کر ہلاک ہوچکے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق مذکورہ ایڈز زدہ افراد میں سے ۶۶ فیصد تعداد یتیم بچوں کی تھی۔ان میں ایڈز کی بیماری جنسی تعلقات کے سبب پھیلی۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ کے مطابق ۸۹ ایڈز زدہ افراد کی عمریں ۲۰ تا ۴۹ سال تک تھیں۔

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق پاکستان میں ۸۰ ہزار افراد ایڈز کاشکار ہیں۔

(ویکلی نیشن لندن ۔۳/دسمبر ۱۹۹۹ء)

☆......☆......☆

۱۹۹۹ء میں بھارت میں ۷۵ ہزار افراد نے خودکشی کی

(ہندوستان): دنیا میں ہر سال ساڑھے نولاکھ افراد خودکشی کرتے ہیں۔اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق بھارت میں ۱۹۹۹ء میں ۷۵ ہزار افراد نے خودکشی کی ۔مرنے والوں میں عورتوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ گزشتہ سال سری لنکا میں خودکشی کا نمایاں رجحان رہا۔ بھارت میں تازہ ترین سروے کے مطابق ہر آٹھ گھنٹے کے دوران تقریباً ایک سوافراد خودکشی کرتے ہیں۔

☆......☆......☆

ملائشیا میں مذہب کو سیاست سے جدا کردیا جائے گا

(ملائشیا): ملائشیا کے وزیر رئیس یا تم نے کہاہے کہ حکومت ایک قانون بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے تحت مذہب کوسیاست سے علیحدہ قرار دیا جائے گا۔اس سے ملک کی بہتری مقصود ہے۔ انہوں نے مذہبی پارٹی پی اے ایس پر کڑی تنقید کرتے ہوئے کہاکہ اس نے لوگوں کو کنفیوژ کرنے کے لےء مذہب کا استعمال کیاہے اور مذہب کو سیاست میں گڈمڈ کیا جارہاہے۔اگرچہ ملائشیا کا سرکاری مذہب اسلام ہے لیکن ملک کے قوانین سیکولر ہیں۔

بیلہ بوتیک کی پہلی سالگرہ کے موقع پر آپ کے لئے

GESCHENK 99,- & 33,-

خاص سوٹوں کی عام سی قیمت صرف محدود مدت کے لئے

Tel: 069 24279400 & 0170 2128820

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

حضرت حافظ سید مختار احمد شاہجہانپوریؓ

قبل ازیں حضرت حافظ صاحبؓ کا ذکر خیر "الفضل انٹرنیشنل" کے ۲۵؍جولائی ۹۷ء اور ۲۹؍جنوری ۹۹ء کے شماروں میں اسی کالم میں ہوچکا ہے۔ ماہنامہ "خالد" جون ۹۹ء میں مکرم چودھری رشیدالدین صاحب کا ایک تفصیلی مضمون شامل اشاعت ہے۔ حضرت حافظ صاحبؓ کے مورث اعلیٰ ترمذی خاندان کے سادات اور نہایت عابدوزاہد تھے جنہیں نواب پٹھان قصبہ شاہجہانپور صوبہ یوپی لائے اور پھر ان کی خدمت میں بطور نذرانہ مکانات، باغات اور زمینیں پیش کیں۔ چنانچہ یہ خاندان اپنی املاک، دولت اور اثرورسوخ کی وجہ سے ممتاز تھا۔ حضرت حافظ صاحبؓ کے والد حضرت حافظ سید علی صاحب بھی نہایت عالم، عابدوزاہد تھے اور نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو بھی اُنکی بہت تعظیم کرتے تھے۔ اُن کا مشغلہ درس و تدریس تھا۔ قصبہ شاہجہانپور کے لوگ علم وادب اور شاعری کا ذوق رکھنے کی وجہ سے ہندوستان بھر میں مشہور تھے۔

حضرت حافظ صاحبؓ نے ابتدائی تعلیم گھر میں ہی حاصل کی۔ والدین نے آپکی تعلیم کی طرف خاص توجہ دی۔ آپ نے شاعری کے لئے نہایت موزوں طبیعت پائی تھی اور جناب امیر مینائی آپکے باقاعدہ استاد تھے۔ آپکو کتب جمع کرنے اور باغبانی کا شوق تھا۔ آپ ان چیزوں پر بے دریغ رقم خرچ کرتے تھے اور دریادلی سے دوسروں کو بھی عطا کیا کرتے تھے۔

"ایک روز آپ دوستوں کے ساتھ بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک کتابوں کی دکان میں چلے گئے۔ وہاں ایک ہندو کی کتاب میں آنحضور ﷺ کی ذات اقدس پر ایک ناپاک اعتراض پڑھا تو فوراً دوستوں کے ساتھ بنا ہوا پروگرام ترک کرکے اپنے والد صاحب سے اس اعتراض کا جواب معلوم کرنے کیلئے گھر چلے گئے۔ لیکن اپنے والد صاحب سے معلوم کرنے اور خود تحقیق کرنے کے باوجود بھی تسلی نہ ہوئی تو آخر حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" کا ایک حصہ پڑھنے سے آپ کی یہ مشکل آسان ہوگئی۔ یہ ناتمام حصہ حضرت منشی محمد خان صاحب کپور تھلویؓ نے آپ کے والد محترم کو بھجوایا تھا۔ حضورؑ کی تصنیف نے شرح صدر کی کیفیت پیدا کی تو پھر کچھ مزید مطالعہ کیا اور زیارت کے لئے قادیان تشریف لے گئے۔ وہاں پانچ دن قیام کیا اور حضرت اقدسؑ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کرکے واپس شاہجہانپور پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپؓ کے والد محترم بھی وفات مسیح کے قائل ہوچکے ہیں۔ جلد ہی انہوں نے بھی بذریعہ خط بیعت کرلی اور پھر خوب تبلیغ شروع کردی۔ ایک موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے دونوں باپ بیٹا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا: "یہ دونوں باپ بیٹا یوپی میں جماعت احمدیہ کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں"۔

حضرت سید علی میاں صاحب کے سات بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ تین بیٹے بچپن میں فوت ہوگئے جبکہ تین نے احمدیت قبول کی اور ایک محروم رہے۔ دونوں بیٹیاں بھی احمدی تھیں۔

حضرت حافظ صاحبؓ نے قبول احمدیت کے بعد اپنی زندگی خدمت دین کیلئے وقف کردی۔ آپؓ کو حضرت اقدسؑ کی کتب سے ایسا عشق تھا کہ بار بار پڑھنے سے صفحات کے صفحات زبانی یاد ہوگئے تھے۔ آپؓ کا حافظہ اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ تھا۔ چنانچہ اُسی زمانہ میں کسی مخالف نے آپؓ سے کہہ دیا کہ احمدیت سچی ہے تو قرآن مجید حفظ کرکے آئندہ رمضان میں لوگوں کو سناؤ۔ چنانچہ اُسی سال جب رمضان آیا تو آپؓ نے سارا قرآن نمازِ تراویح میں سنادیا۔

آپؓ کے پاس ایک بڑا کتب خانہ تھا جس میں مذہب اور ادب سے متعلق ہزاروں نایاب کتب موجود تھیں۔ قرآن مجید کے بعض نادر قلمی نسخے بھی تھے۔ آپؓ کو یہ یاد ہوتا کہ کونسی کتاب کس جگہ پڑی ہے اور آپؓ فرماتے تھے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے مجھ سے کوئی حوالہ پوچھا ہو اور وہ مایوس ہوا ہو۔

ایک دفعہ شاہجہانپور میں آپؓ کو خون آنے کا عارضہ لاحق ہوا اور ہر قسم کے علاج کے باوجود افاقہ نہ ہوا تو آپؓ کے والد محترم آپؓ کو قادیان لے آئے تاکہ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ سے علاج کروائیں۔ حضورؓ اُن دنوں مالیر کوٹلہ گئے ہوئے تھے چنانچہ دونوں باپ بیٹا وہاں پہنچے تو حضورؓ نے کچھ عرصہ قیام کرنے کا ارشاد فرمایا تاکہ تشخیص کے بعد علاج تجویز ہوسکے۔ اس دوران آپؓ نے حضرت نواب صاحبؓ کی وسیع و عریض لائبریری سے خوب استفادہ کیا۔ کچھ دنوں بعد حضورؓ نے دو نسخے تجویز فرمائے اور واپس جانے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ پہلا نسخہ استعمال کریں اور اگر دماغ کی طرف دباؤ بڑھ جائے تو پھر دوسرا نسخہ استعمال کریں۔ حضرت حافظ صاحبؓ نے دونوں نسخے استعمال کئے اور بہت فائدہ اٹھایا۔ پھر قیام پاکستان تک بیماری سے نجات رہی۔ پاکستان آکر بیماری عود کر آئی لیکن نسخے کہیں گم ہوچکے تھے۔...... اس سفر کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت ہوگئی اور دوسرے حضرت حکیم نورالدین صاحبؓ سے ذاتی تعلق استوار ہوگیا۔

حضرت حافظ صاحبؓ کو ۱۸۹۶ء میں لاہور میں جلسہ مذاہب عالم میں شامل ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ آپؓ کو حضرت اقدسؑ سے فیضیاب ہونے کے بھی کئی مواقع میسر آئے اور حضورؑ کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر کھانا تناول کرنے کا شرف بھی عطا ہوا۔

شاہجہانپور میں حضرت حافظ صاحبؓ کی تبلیغی سرگرمیوں نے جب وسعت اختیار کی تو سخت مخالفت شروع ہوگئی جو قتل کے منصوبوں تک پہنچ گئی۔ آپؓ کے ایک پرانے دوست حضرت حاجی عبدالقدیر صاحب نے، جو آپکی تبلیغ سے احمدی ہوچکے تھے، آپؓ کو اپنی حفاظت کی طرف توجہ دلائی لیکن جب آپؓ نے کوئی توجہ نہ دی تو انہوں نے ایک ملازم کو خفیہ طور پر آپؓ کی حفاظت پر مامور کردیا۔ چند ہی روز بعد ایک مشتبہ شخص کو پستول سمیت گرفتار کرلیا گیا جس نے بتایا کہ وہ شہر کے چند علماء کے کہنے پر آپؓ کو قتل کرنے آیا تھا۔

اسکے بعد بھی آپؓ نے اپنے زبانی اور تحریری مناظرے جاری رکھے۔ ایک بار آپؓ تبلیغ کیلئے دوسرے علاقہ میں گئے تو کسی نے آپؓ کے گھر میں خط کے ذریعہ اطلاع دی کہ آپکو قتل کردیا گیا ہے۔ گھر میں صف ماتم بچھ گئی۔ لیکن جب چند گھنٹے بعد آپؓ بحفاظت پہنچ گئے تو گھر والے حیران ہوئے اور پوچھا کہ آپؓ خلافِ معمول اتنی جلدی کیسے واپس آگئے۔ آپؓ نے بتایا کہ آپکو کشفاً گھر کا نقشہ دکھایا گیا جس سے آپؓ سمجھے کہ یہ صورتحال تو کسی کی وفات پر دلالت کرتی ہے چنانچہ آپؓ جلد واپس آگئے۔

شاہجہانپور میں جب ایک روز آپؓ گھر میں تبلیغ کررہے تھے تو وہاں موجود شہر کے ایک معاند رئیس فقیرے خان نے گرجدار آواز میں کہا "اس بکواس کو بند کرو ورنہ تیری ایک آنکھ تو خدا نے پھوڑی ہے (آپؓ کی ایک آنکھ چیچک کی وجہ سے ضائع ہوگئی تھی)، دوسری مَیں پھوڑدوں گا"۔ ایک احمدی دوست نے یہ سن کر اپنی لاٹھی اٹھائی لیکن آپؓ نے منع کردیا۔ چند روز بعد علم ہوا کہ فقیرے خان جنگل میں شکار کھیلتے ہوئے اپنے ہی ساتھی کی گولی آنکھ میں لگنے سے ہلاک ہوگیا ہے۔

آپؓ کے مکان کے ساتھ ایک دو منزلہ مکان تھا جس کا مالک آپؓ کو تنگ کرتا اور آپؓ کے مکان میں اینٹیں مارا کرتا تھا اور گالیاں دیتا تھا۔ آخر اُس کے جوان بیٹے نے خودکشی کرلی اور اُس کا مال سٹے میں تباہ ہوگیا۔ پھر باؤلے کتے نے اُسے کاٹ کھایا اور وہ بیمار ہوکر کتے جیسی آوازیں نکالتا تھا۔ لوگوں نے اُسے وہیں باندھ دیا جہاں کھڑے ہوکر وہ گالیاں دیا کرتا تھا۔

۱۹۲۵ء کے قریب حضرت حافظ صاحبؓ عارضی طور پر قادیان تشریف لائے اور چند سال بعد مستقل یہاں سکونت اختیار کرلی۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور تشریف لے آئے اور جماعتی انتظام کے تحت جودھامل بلڈنگ کے ایک کمرے میں قیام فرمایا اور یہاں کئی خاندان آپؓ کے ذریعے احمدی ہوئے۔ دس سال بعد حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر آپؓ ربوہ آگئے اور اپنے ایک عزیز مکرم سید عبدالباسط صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔

ربوہ میں قیام کے دوران بھی آپؓ نے عام ادبی و علمی خدمات کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپؓ فرماتے تھے کہ جس کو تبلیغ کی جائے اُس میں تین باتوں کا پایا جانا مفید ہوتا ہے، یعنی جرأت، قوت موازنہ اور تلاش حق۔ نیز یہ بھی فرمایا کرتے کہ ایک دفعہ میری باتیں سننے کے بعد اگر کوئی شخص دوبارہ ہمارے پاس چلا آئے تو ہمیں یقین ہوجاتا ہے کہ اب یہ بفضل خدا احمدیت کی نعمت سے محروم نہیں رہے گا۔

دعوت الی اللہ کے لئے حضرت حافظ صاحبؓ کا طریق بہت دلکش تھا۔ سننے والا نہ تو اکتاہٹ کا اظہار کرتا اور نہ ہی کسی تیز بات کی وجہ سے مشتعل ہوتا۔ نئے آنے والوں کو غیراحمدی کے طور پر تعارف کروانے کی بجائے فرماتے "یہ ہمارے دوست ہیں، پہلی دفعہ ربوہ آئے ہیں"۔ آپؓ کا ایک طریق یہ بھی تھا کہ مولویوں کے عمداً جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے حضرت اقدسؑ کی کتاب احمدی دوست کے ہاتھ میں دیدیتے اور مولوی کی کتاب غیراحمدی کو پکڑا دیتے اور خود زبانی حوالے پڑھتے چلے جاتے اور موازنہ فرماتے جاتے کہ مخالف مولوی نے جو بات حضرت اقدسؑ کی طرف منسوب کی ہے وہ کس حد تک درست ہے۔

حضرت حافظ صاحبؓ کسی زیر تبلیغ شخص کے بارہ میں بعض اوقات بہت پہلے ارشاد فرمادیتے کہ اُس میں ایمان کا نور نظر آتا ہے۔ چنانچہ بعد میں وہ شخص قبول احمدیت کی سعادت پالیتا۔

اسی طرح آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ میرا بھی عجیب معاملہ ہے، اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ میری حاجات کا خیال رکھتا ہے چنانچہ بے شمار ایسے واقعات ہیں جب آپؓ کو کسی چیز کی خواہش پیدا ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے کہیں سے وہ بھجوادی۔ مثلاً ایک بار آپؓ نے فرمایا کہ آج میرا دل کڑھی کھانے کو چاہتا ہے۔ اس پر آپؓ کے عزیز بازار جاکر دہی لے آئے تاکہ کڑھی بنائی جاسکے۔ جب وہ واپس آئے تو آپؓ نے اُنہیں ایک برتن دکھا کر فرمایا کہ حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ نے ازراہِ نوازش کڑھی بھجوائی ہے۔

خلافت ثالثہ کے انتخاب سے قبل ہی آپؓ کو علم تھا کہ کون خلیفہ منتخب ہوگا چنانچہ آپؓ نے محترم چودھری اسداللہ خانصاحبؓ کو پیغام بھیجا کہ جسے وہ اپنا ووٹ دیں، میرا بھی اُنہیں کو دیدیں۔ پھر فرمایا کہ وہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو ووٹ دیں گے اور وہی خلیفہ بنیں گے۔

خلافت ثالثہ کے انتخاب کے بعد آپؓ کی شدید خواہش تھی کہ دستی بیعت کی سعادت حاصل ہو لیکن علالت اور ضعف کی وجہ سے خود حاضر نہ ہوسکتے تھے۔ چنانچہ حضورؒ ازراہ شفقت آپؓ کے غریب خانہ پر تشریف لے گئے اور آپؓ کو دستی بیعت سے سرفراز فرمایا۔

۸؍جنوری ۱۹۶۹ء کی شام حضرت حافظ صاحبؓ وفات پاگئے۔ اپنی وفات سے چند روز قبل آپؓ نے ایک موقع پر فرمایا تھا: "ہمیں مرنے کا کوئی ڈر نہیں، ہمارا ٹھکانہ تو بہشت ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں تسلی دی ہے کہ دوزخ کی آگ تم پر حرام ہے، پھر ہمیں موت سے کیا خوف ہوسکتا ہے"۔ آپؓ کی وفات پر حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ نے فرمایا:-

"آپؓ ایک بے نفس خدمت کرنے والے بزرگ تھے جنہوں نے بیماری کی حالت میں بھی بظاہر ایک مختصر سی دُنیا میں جو اُن کے ایک کمرے پر مشتمل تھی، تبلیغ اور تربیت کا ایک وسیع میدان پیدا کردیا تھا ...... اور آپؓ اس قدر تبلیغ اور اس رنگ میں تربیت کرنے والے بزرگ تھے کہ ہماری جماعت میں کم ہی اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں"۔

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

01/05/2000 – 07/05/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time.
For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Monday 1st May 2000

00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Corner: Class No.6, Final Pt Rec:08.06.96 ®
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.312 ® Rec: 02.09.97
02.15	Documentary: Highlights of Abu Dhabi
02.55	Urdu Class: Lesson No.272 Rec:19.04.97
04.20	Learning Chinese: Lesson No.163 ®
04.55	Mulaqat With Nasirat & Young Lajna ® Rec:23.04.00
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Kudak No.15 Produced by MTA Pakistan
07.05	Dars ul Quran(1996):No. 4 Rec:25.01.96
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.312 ®
09.45	Urdu Class: Lesson No.272 ®
10.55	Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Norwegian: Lesson No.62
13.10	Rencontre Avec Les Francophones With Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.10	Bengali Service
15.10	Homeopathy Class: Lesson No.116 Rec:23.10.95
16.20	Children's Class: Lesson No.65, Part I Rec:15.06.96
16.55	German Service: Various Programmes
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class: Lesson No. 273 Rec:23.04.97
19.30	Liqaa Ma'al Arab: Session No.313 Rec:03.09.97
20.30	Turkish Programme: Various Items
21.00	Rencontre Avec Les Francophones ®
22.00	Rohani Khazaine/ Islamic Teachings: Host: Syed Mubashir Ahmad Ayaz Sb
22.25	Homeopathy Class: Lesson No.116 ®
23.35	Learning Norwegian: Lesson No.62 ®

Tuesday 2nd May 2000

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Class: Lesson No.65, Part 1 ®
01.15	Liqaa Ma'al Arab: Session No.313 ®
02.15	MTA Sports: Football Final Produced by MTA Pakistan
03.05	Urdu Class: Lesson No.273 ®
04.25	Learning Norwegian: Lesson No.62 ®
04.55	Rencontre Avec Les Francophones ®
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Class: Lesson No.65, Part 1 ®
07.10	Pushto Programme: F/S Rec.13.11.98 With Pushto Translation
08.20	Rohani Khazaine/ Islamic Teachings ®
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.313 ®
10.00	Urdu Class: Lesson No.273 ®
10.55	Indonesian Service: Various Items
12.05	Tilawat, News
12.40	Les Francais C'est Facile: Lesson No.3
13.00	Bengali Mulaqat: With Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.05	Bengali Service: Various Items
15.05	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.87 Rec:18.10.95
16.15	Les Francais C'est Facile: Lesson No.3 ®
16.40	Children's Corner: Yassernal Quran Class, Lesson No.32
16.55	German Service
18.05	Tilawat,
18.15	Urdu Class: Lesson No.277 Rec:07.05.97
19.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.314 Rec:04.09.97
20.30	MTA Norway:'Islami usul ki philosophy'
21.05	Bengali Mulaqat ®
22.05	Hamari Kaenat: 'Super Novas' Presenter: Syed Tahir Ahmed Sahib
22.35	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.87
23.35	Les Francais C'est Facile: Lesson No.3 ®

Wednesday 3rd May 2000

00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Corner: Yassernal Quran ®
01.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.314 ®
01.55	Bengali Mulaqat ®
03.05	Urdu Class: Lesson No.277 ®
04.30	Les Francais C'est Facile: Lesson No.3 ®
04.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.87®
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Yassernal Quran ®
06.55	Swahili Programme:Seerat un Nabi (saw) Host: Maulana Abdul Wahab Sahib
08.00	Hamari Kaenat: Super Nova ®
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.314 ®
09.55	Urdu Class: Lesson No.277 ®
10.55	Indonesian Service: Various Items
12.05	Tilawat, News
12.35	Urdu Asbaq: Lesson No.3
13.10	Atfal Mulaqat With Hazrat Khalifatul Masih IV
14.10	Bengali Service
15.10	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.88 Rec:19.10.95
16.10	Urdu Asbaq: Lesson No.3 ®
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat,
18.15	Urdu Class: Lesson No.278 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.20	Liqaa Ma'al Arab: Session No.315 Rec:16.09.97
20.25	MTA France: La Caractere du Prophet De L'Islam, No.3, Part 2
20.55	Atfal Mulaqat: ®
21.55	Durr e Sameen: 'Ameen'
22.25	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.88®
23.25	Urdu Asbaq: Lesson No.3 ®

Thursday 4th May 2000

00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Corner: Guldasta ®
01.00	Liqaa Ma'al Arab: Session No.315 ®
02.05	Atfal Mulaqat: ®
03.05	Urdu Class: Lesson No.278 ®
04.25	Urdu Asbaq: Lesson No.3 ®
04.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.88®
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Corner: Guldasta ®
07.00	Sindhi Programme: F/S Rec.17.04.98 With Sindhi Translation
08.00	Durr e Sameen ®
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.315 ®
09.50	Urdu Class: Lesson No.278 ®
10.55	Indonesian Service: Various Items
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Arabic: Lesson No.41 ®
12.55	Liqaa Ma'al Arab: With Huzoor
14.05	Bengali Service: F/S Rec.10.04.92 With Bangla Translation
15.10	Homeopathy Class: Lesson No.117 Rec:13.11.95
16.15	Children's Corner: Yassernal Quran Class, Lesson No.33
16.25	Children's Corner: Jalsa Seerat un Nabi (saw), Final Part
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat, Dars e Malfoozat
18.25	Urdu Class: Lesson No.280
19.45	Liqaa Ma'al Arab: ®
20.50	MTA Lifestyle: Al Maidah Presentation of MTA Pakistan
21.05	Tabarukaat:Speech by Maulana Abdul Malik Sahib, Jalsa Salana
22.00	Quiz: History of Ahmadiyyat, No.37
22.30	Homeopathy Class: Lesson No.117 ®
23.35	Learning Arabic: Lesson No.41 ®

Friday 5th May 2000

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50	Children's Corner: Yassernal Quran ®
01.10	Liqa Ma'al Arab: ®
02.10	Tabarukaat ®
02.55	MTA Lifestyle: Al Maidah
03.15	Urdu Class: Lesson No.280 ®
04.30	Learning Arabic: Lesson No.41 ®
04.50	Homeopathy Class: Lesson No.117 ®
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45	Children's Corner: Yassernal Quran ®
07.05	Quiz; History of Ahmadiyyat No.37 ®
07.35	Saraiky Programme: F/S Rec.14.05.99 With Siraiky Translation
08.40	Liqa Ma'al Arab: ®
09.45	Urdu Class: Lesson No.280 ®
10.55	Indonesian Service: Tilawat, Hadith,....
11.25	Bengali Service: Various items
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50	Nazm, Darood Shareef
13.00	Friday Sermon LIVE
14.05	Documentary: Patriyatta
14.25	Majlis e Irfan(New): Rec.28.04.00 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.30	Friday Sermon ®
16.30	Children's Corner: Class No.18, Part 2 Produced by MTA Canada
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.35	Urdu Class: Lesson No.281
19.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.316 Rec:17.09.97
20.55	MTA Belgium: Children's Class, No.31 Host: Naseer Ahmed Shahid Sahib
21.25	Documentary: Patriyya ®
21.50	Friday Sermon ®
22.55	Majlis e Irfan ®

Saturday 6th May 2000

00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Corner: Class No.18, Part 2 ® Produced by MTA Canada
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No.316 ®
02.15	Friday Sermon ®
03.20	Urdu Class: Lesson No.281 ®
04.25	Computers for Everyone: Part 47
04.55	Majlis e Irfan ®
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Class No.18, Part 2 ® Produced by MTA Canada
07.25	MTA Mauritius: An Ansar Seminar
08.00	MTA Mauritius: Lajna Quiz
08.20	Documentary: Patriyyata - Bhoorban Produced by MTA Pakistan
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.316 ®
09.45	Urdu Class: Lesson No.281 ®
10.54	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Danish: Lesson No.25
13.05	German Mulaqat(new):Rec.29.04.00 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.05	Bengali Service: Various Items
15.05	Quiz: Khutabat e Imam
15.40	Children's Class: With Huzoor (New) Rec:06.05.00
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat, Preview
18.20	Urdu Class: Lesson No.282
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.317 Rec:18.09.97
20.55	Arabic Programme: Various Items
21.25	Children's Class (New): ®
22.25	MTA Variety: entertainment programme
22.55	German Mulaqat(New): ®

Sunday 7th May 2000

00.05	Tilawat, News
00.50	Quiz Khutabat e Imam
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.317 ®
02.05	Canadian Horizons: Children's Class
03.05	Urdu Class: Lesson No.282 ®
04.30	Learning Danish: Lesson No.25
04.55	Children's Class(new): ®
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News, Preview
06.55	Quiz Khutabat e Imam ®
07.15	German Mulaqat: ®
08.15	MTA Variety: entertainment programme
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.317 ®
09.45	Urdu Class: Lesson No.282 ®
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Chinese: Lesson No.164 With Usman Chou Sahib
13.10	Mulaqat(new):with Nasirat & Lajna Rec.30.04.00
14.10	Bengali Service
15.10	Friday Sermon ®
16.25	Childrens Class: No.65, Part 2 Rec:15.06.96
16.55	German Service: German Service
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi (saw)
18.30	Urdu Class: Lesson No. 283
20.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.318 Rec:23.09.97
21.25	Dars ul Quran: Lesson No.5 Rec:27.01.96
22.55	Mulaqat with Nasirat &Young Lajna ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 | Friday, April 28, 2000 | Issue No. 17

حاصل مطالعہ

عطاء المجیب راشد۔ لندن

حضرت حکیم الامت الحاج نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے نہایت دلچسپ، مفید اور ایمان افروز حالات زندگی، تجربات اور مشاہدات کتاب مرقاۃ الیقین میں درج ہیں اور بار بار پڑھنے کے لائق ہیں۔ بطور نمونہ، ناسخ و منسوخ کے موضوع پر آپ کا ذاتی تجربہ اور تبصرہ درج ذیل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:

"مدینہ طیبہ میں ایک ترک کو مجھ سے بہت محبت تھی۔ اس نے کہا کہ اگر کوئی کتاب آپ کو پسند ہو تو ہمارے کتب خانہ سے لے جایا کریں۔ گو ہمارا قانون نہیں مگر آپ کے عشق و محبت کی وجہ سے جو آپ کو قرآن کریم سے ہے آپ کو اجازت ہے۔ میں نے کہا کہ مسئلہ ناسخ و منسوخ کے متعلق کوئی کتاب دو۔ انہوں نے مجھے ایک کتاب دی جس میں چھ سو آیات منسوخ لکھی تھیں۔ مجھے یہ بات پسند نہ آئی۔ ساری کتاب کو پڑھا اور مزانہ آیا۔ میں اس کتاب کو واپس لے گیا اور کہا کہ میں جوان آدمی ہوں اور خدا کے فضل سے یہ چھ سو آیتیں یاد کر سکتا ہوں۔ مگر مجھے یہ کتاب پسند نہیں۔ وہ بہت بوڑھے اور ماہر شخص تھے۔ انہوں نے ایک اور کتاب دی جس کا نام اتقان تھا اور ایک مقام اس میں بتایا جہاں ناسخ و منسوخ کی بحث تھی۔ خوشی ایسی چیز ہے کہ میں نے فوزالکبیر کو جو بمبئی میں پچاس روپیہ کو خریدی تھی ابھی پڑھا بھی نہیں تھا۔ میں اتقان کو لایا اور پڑھنا شروع کیا۔ اس میں لکھا تھا کہ انیس آیتیں منسوخ ہیں۔ میں اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور میں نے سوچا کہ انیس یا بیس آیتوں کو تو فوراً یاد کرلوں گا۔ گو مجھے خوشی بہت ہوئی مگر مجھ کو ایسا قلب اور علم دیا گیا تھا کہ پھر بھی وہ کتاب مجھے پسند نہ آئی۔ اب مجھ کو فوزالکبیر کا خیال آیا کہ اس کو بھی تو پڑھ کے دیکھیں۔ اس کو پڑھا تو اس کے مصنف نے لکھا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے جو علم مجھے دیا ہے اس میں پانچ آیتیں منسوخ ہیں۔ یہ پڑھ کر تو بہت ہی خوشی ہوئی۔ میں نے جب ان پانچ پر غور کیا تو خدائے تعالیٰ نے مجھے سمجھ دی کہ یہ ناسخ و منسوخ کا جھگڑا ہی بے بنیاد ہے۔ کوئی چھ سو بتاتا ہے کوئی انیس یا اکیس اور کوئی پانچ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تو فہم کی بات ہے۔ میں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے ...... یہ قطعی فیصلہ کرلیا کہ ناسخ و منسوخ کا معاملہ صرف بندوں کے فہم پر ہے ان پانچ نے سب پر پانی پھیر دیا۔

یہ فہم جب مجھے دیا گیا تو اس کے بعد ایک زمانہ میں میں لاہور کے اسٹیشن پر شام کو اترا۔ بعض اسباب تھے کہ چنیاں والی مسجد میں گیا۔ شام کی نماز کے لئے وضو کر رہا تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے بھائی میاں علی محمد نے مجھ سے کہا کہ جب عمل قرآن مجید و حدیث پر ہوتا ہے تو ناسخ و منسوخ کیا بات ہے۔ میں نے کہا کچھ نہیں۔ وہ پڑھے ہوئے نہیں تھے۔ گو میر ناصر کے استاد تھے۔ انہوں نے اپنے بھائی سے ذکر کیا ہوگا۔ یہ ان دنوں جوان تھے اور بڑا جوش تھا۔ میں نماز میں تھا اور وہ جوش سے ادھر ادھر ٹہلتے رہے۔ جب میں نماز سے فارغ ہو تو کہا ادھر آؤ۔ تم نے میرے بھائی کو کہہ دیا کہ قرآن میں ناسخ و منسوخ نہیں۔ میں نے کہا ہاں نہیں ہے۔ تب جوش سے کہا کہ تم نے ابو مسلم اصفہانی کی کتاب پڑھی ہے۔ وہ احمق بھی قائل نہ تھا۔ میں نے کہا پھر تو ہم دو ہوگئے۔ پھر اس نے کہا کہ سید احمد کو جانتے ہو مراد آباد میں صدر الصدور ہے۔ میں نے جواب دیا کہ میں رامپور، لکھنؤ اور بھوپال کے عالموں کو جانتا ہوں، ان کو نہیں جانتا۔ اس پر کہا کہ وہ بھی قائل نہیں۔ تب میں نے کہا بہت اچھا پھر اب ہم تین ہوگئے۔ کہنے لگا یہ سب بدعتی ہیں۔ امام شوکانی نے لکھا ہے کہ جو نسخ کا قائل نہیں وہ بدعتی ہے۔ میں نے کہا تم دو ہوگئے۔ میں ناسخ و منسوخ کا ایک آسان فیصلہ آپ کو بتاتا ہوں۔ تم کوئی آیت پڑھ دو جو منسوخ ہو اس کے ساتھ ہی میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ ان پانچ آیتوں میں سے کوئی پڑھ دے تو کیا جواب دوں۔ خدائے تعالیٰ ہی سمجھائے تو بات بنے۔ اس نے ایک آیت پڑھی میں نے کہا کہ فلاں کتاب جس کے تم بھی قائل ہو اس کا جواب دیا ہے۔ کہنے لگا ہاں پھر میں نے کہا اور پڑھو تو خاموش ہی ہو گیا۔ علماء کو یہ وہم رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ ہتک ہو اس لئے اس نے یہی غنیمت سمجھا کہ چپ رہے۔

اس کے بعد پھر بھیرہ میں ایک شخص نے نسخ کا مسئلہ پوچھا اور میں نے اپنے فہم کے مناسب جواب دیا اور کہا کہ پانچ کے متعلق میری تحقیق نہیں تو اس دوست نے کہا کہ آپ ان پانچ آیتوں پر نظر ڈال لیں۔ میں نے تفسیر کبیر رازی میں بہ تفصیل ان مقامات کو دیکھا تو تین مقام خوب میری سمجھ میں آگئے اور دو سمجھ میں نہ آئیں۔ تفسیر کبیر میں اتنا تو لکھا ہے کہ شدت او رخفت کا فرق ہو گیا ہے۔ پھر میں ایک مرتبہ ریل میں بیٹھا ہوا ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ جیسے بجلی کوند جاتی ہے۔ میں نے پڑھا کہ فلاں آیت منسوخ نہیں ہے۔ میں بڑا خوش ہوا اب تو چار مل گئیں صرف ایک ہی رہ گئی۔ بڑی بڑی کتابوں کا تو کیا ذکر میں چھٹ بھیوں کی بھی پڑھ لیتا ہوں۔ اس طرح پر ایک کتاب میں وہ پانچویں بھی مل گئی اور خدا کے فضل سے مسئلہ ناسخ و منسوخ حل ہو گیا"۔

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین از اکبر خان نجیب آبادی صفحہ ۸۰،۸۱)

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے

قادیان میں آنکھوں کا مفت میڈیکل کیمپ

جناب ڈی سی گورداسپور اور ایس ڈی ایم صاحب بٹالہ کی شرکت۔ ۸۰۰ مریضوں کا چیک اپ

مورخہ ۲۳/مارچ ۲۰۰۰ء کو بفضلہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو قریباً دس سال بعد ایوان خدمت قادیان میں آنکھوں کا مفت میڈیکل کیمپ لگانے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ

کیمپ کے کاموں کو احسن رنگ میں سرانجام دینے اور ڈاکٹر صاحبان سے رابطہ اور تشہیر کے لئے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے ایک کمیٹی مقرر فرمائی۔ کمیٹی کی سفارشات و تجاویز مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بھارت سے منظوری کے بعد باقاعدہ کام کا آغاز کیا گیا۔ سب سے پہلے چیف میڈیکل آفیسر صاحب گورداسپور سے رابطہ قائم کرکے کیمپ کی تاریخ ۲۱ و ۲۲/مارچ طے کی گئی۔ موصوف نے ۸ ماہر امراض چشم ڈاکٹر صاحبان کی اس کیمپ کے لئے ڈیوٹی مقرر کردی۔

تشہیر کے لئے قبل از وقت قادیان اور گردونواح کے ۲۶ گاؤں میں بذریعہ لاؤڈ سپیکر اعلان کروایا گیا۔ اور پنجابی زبان میں دو ہزار کی تعداد میں پوسٹر بھی تقسیم کئے گئے۔ اور بڑے بڑے بینرز شہر کے مختلف مقامات پر لگائے گئے۔ یہ کیمپ ایوان خدمت اور ایوان انصار میں لگایا گیا۔

۲۱/مارچ کو صبح ساڑھے نو بجے ڈاکٹر صاحبان کی ٹیم گورداسپور اور پٹھانکوٹ سے قادیان پہنچی۔ محترم ایس کے سندھو صاحب، ڈپٹی کمشنر گورداسپور مع اہلیہ، محترم ایس ڈی ایم صاحب بٹالہ مع اہلیہ، تحصیلدار صاحب گورداسپور اور نائب تحصیلدار صاحب قادیان بھی اس موقعہ پر تشریف لائے۔

۲۱/مارچ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے تلاوت قرآن کریم سے اس کیمپ کا افتتاح کیا گیا۔

محترم ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کو اس موقعہ پر چیف گیسٹ کے طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ محترم چوہدری محمد اکبر صاحب قائم مقام ناظر اعلیٰ قادیان، محترم وکیل الاعلیٰ صاحب تحریک جدید و محترم ایڈیشنل ناظر صاحب امور خارجہ، محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت (جو کہ ڈی سی صاحب اور ڈی ایم صاحب کی اہلیہ کے ہمراہ تھیں) اور محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے جماعت احمدیہ اور خدام الاحمدیہ کا تعارف کروایا اور بتایا کہ مجلس خدام الاحمدیہ صرف قادیان ہی میں نہیں بلکہ پورے بھارت میں خدمت خلق کے کام کرتی ہے۔ موصوف نے تفصیل سے جماعت اور مجلس کا تعارف کرایا۔

محترم ڈی سی صاحب نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کے نظام اور خاص طور پر خدمتِ خلق کے کاموں کی تعریف کی اور فرمایا کہ: "میری بڑی خواہش تھی کہ آپ کا محلّہ دیکھوں۔ میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ میں یہاں پر آیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے خدمت خلق کے کاموں سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ صفائی کا بہت اچھا معیار ہے۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ ایک بہت اچھے نظام اور سسٹم سے آپ منسلک ہیں۔ اب آپ مجھے جب بھی بلائیں گے میں ضرور آؤں گا بلکہ میری درخواست ہے کہ آپ ہر سال ایسے کیمپ لگایا کریں۔ دنیا کے تیس فیصد اندھے ہمارے ملک میں ہیں اس کے لئے آپ جیسے بے لوث خدمت کرنے والوں کی بہت ضرورت ہے جو آگے آئیں اور بے سہارا لوگوں کو سہارا دیں"۔

اس کے بعد ایس۔ ڈی۔ ایم صاحب بٹالہ نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور خدام الاحمدیہ کی خدمات کو سراہا۔ اس موقعہ پر شہر کے بہت سے غیر مسلم احباب بھی حاضر تھے۔

محترم قائم مقام ناظر صاحب اعلیٰ نے محترم ڈی۔ سی صاحب اور محترم ایس۔ ڈی۔ ایم صاحب، تحصیلدار صاحب اور نائب تحصیلدار صاحب کی خدمت میں قرآن کریم اور لٹریچر کا تحفہ پیش فرمایا۔ آپ کے اختتامی خطاب کے بعد دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔

تقریب کے بعد ڈی سی صاحب نے مریضان کا معائنہ کر رہے ڈاکٹر صاحبان سے ملاقات کی اور مریضوں سے حال پوچھا۔ مریضان کی

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔